عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۸ جلد ۱۱/۳۹

شعبان ۱۴۲۸ھ

ستمبر 2007ء

سانحۂ اسلام آباد ★ ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

سراجاً منیرا مسئلہ ختمِ نبوت علم وعقل کی روشنی میں

حضرت ضمام ابنِ ثعلبہ رضی اللہ عنہ

شب برات کی فضیلت

آہ! حضرۃ مولانا مفتی غلام قادرؒ

www.khatm-e-nubuwwat.com E-mail: mahanamalolaak@yahoo.com

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۸ .... جلد ۳۹/۱۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ — صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوة حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: عزیز احمد — مطبع: تشکیل نور پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوة حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

سانحہ اسلام آباد	اللہ وسایا	3
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم	اللہ وسایا	4

مقالات ومضامین

حضرت ضمام ابن ثعلبہؓ	عبداللہ فارانی	7
رشدی کی پذیرائی۔توہین رسالت قوانین پر بحث کا بہانہ	مولانا زاہد الراشدی	10
لال مسجد حکومتی موقف؟ایک معمہ	اصغر عبداللہ	13
سانحہ لال مسجد	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	19
سانحہ لال مسجد اور وفاق المدارس کا موقف	دفتر وفاق	21
وفاق المدارس کی جامعہ حفصہ کے سانحہ پر پریس کانفرنس	دفتر وفاق	24
شب برأت کی فضیلت	حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی	36

ردِقادیانیت

سراجاً منیرا۔مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں	خطاب مولانا لال حسین اخترؒ	27
سابق انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کی شہادت	مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ	32

متفرقات

آہ حضرت مولانا مفتی غلام قادرؒ	مولانا اللہ وسایا	40
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	44
تبصرہ کتب	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

سانحہ اسلام آباد!

۴؍جولائی ۲۰۰۷ء کو جناب پرویز مشرف کے حکم پر سیکورٹی فورسز نے لال مسجد وجامعہ حفصہؓ پر چڑھائی کر کے اپنا ارمان پورا کر لیا۔ اللہ رب العزت کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ لیکن اس مسئلہ پر تو قدرت کی طرف سے ایسے ایسے واقعات بہت تیزی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے کہ اس حادثہ کے ''مرکزی کردار'' کے پاؤں تلے سے زمین سمٹتی چلی جارہی ہے۔ لگتا ہے کہ خون شہیداں رنگ لا رہا ہے۔

ایک نظر واقعات پر ڈالئے تو ان بطش ربك لشديد کی عملی تفسیر نظروں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔

اس سانحہ اسلام آباد کے بعد:

۱...... جناب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری بحال ہوگئے۔

۲...... جناب مخدوم جاوید ہاشمی رہا ہوگئے۔

۳...... محترمہ بے نظیر بھٹو جن کے نام سے ''مرکزی کردار'' کی جبیں اقتدار پر شکن آجاتے تھے اور گردن تن جاتی تھی اور سینہ میں چھپا کینہ منہ کے راستہ الفاظ کی آگ اگلتا تھا وہ جبیں عرق آلود ہوئی۔ تنی گردن جھکی۔ سینہ پیٹ سے جالگا۔ اسلام آباد سے دبئی تک بکھری پڑی ہے داستان میری۔

۴...... امریکہ نے امداد کے لئے کڑی شرطیں لگا دیں۔

۵...... پاکستان میں بغیر اجازت کے امریکہ نے مداخلت و حملے کے اعلان کر دیئے۔

۶...... قبائل اور ملک کے دوسرے حصوں میں ناگہانی حملوں میں فوج و پولیس اور عوام کا خون بہایا جارہا ہے۔

۷...... وردی میں انتخاب مشکل نہیں ناممکن دکھائی دے رہا ہے۔

۸...... لال مسجد تمام تر دعوؤں کے باوجود حکومت آباد نہیں کر پائی۔

۹...... جناب میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف پاکستان نہ آنے پائیں۔ اس کے لئے عمرہ کے بہانے سعودی حکمرانوں کے سامنے سجدہ ریز ہونا پڑا۔

۱۰...... حکمران جماعت کا ہر فرد ''بادشاہ سلامت'' کے تمام بہی خواہان جن پہ تکیہ تھا وہ پتے ہوا دینے لگے کا مصداق ہوگئے۔

ان واقعات نے مضبوط کرسی کو ہلا دیا۔ رات کی نیند اچاٹ اور دل کا سکون تہ و بالا ہوگیا۔ چاروں طرف سے بدامنی، افراتفری کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ ہر اٹھنے والا قدم دس قدم پیچھے کو جاتا ہے۔ اندرون و بیرون ملک کے تجزیہ نگار پکار اٹھے کہ خدا خیر کرے! صاحب بہادر گرے کہ ابھی گرے۔ کہیں سے خیر کی خبر نہیں آرہی۔ جو

بویا تھا وہ کاٹنا پڑ رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی نہ سمجھیں تو آپ سے خدا ہی سمجھے۔

سانحہ اسلام آباد پر مثبت و منفی اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس میں کچھ اضافہ کرنا ممکن نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے اپنے درد دل کا، کہ ہمارے مخدوم و محسن قوم حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کے خاندان پر جو کچھ بیتا وہ غیرت مند قوم کے وقار کے منافی ہے:

۱...... خود مولانا عبداللہ مرحوم کو ظلماً دن دہاڑے شہید کیا گیا۔
۲...... ان کے جامعہ فریدیہ کو جبراً بند کیا گیا۔
۳...... ان کے جامعہ حفصہؓ کا نشان مٹا دیا گیا۔
۴...... ان کی مسجد کو چھلنی کر دیا گیا۔
۵...... ان کی اہلیہ محترمہ کو بستر علالت پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔
۶...... ان کے ایک جواں سال صاحبزادہ کو خون میں نہلا دیا گیا۔
۷...... ان کا ایک پوتے اور ایک نواسے پر بم برسا دیئے گئے۔
۸...... مولانا عبداللہ مرحوم کا سب سے بڑا صاحبزادہ، مولانا مرحوم کی بہو اور مولانا مرحوم کی پوتیاں ہتھکڑیاں پہنے عدالتوں کے چکر کاٹ رہے ہیں۔ (یااللہ رحم فرما)

وہ مولانا عبداللہ مرحوم جو اسلام آباد کے سب سے پہلے خطیب تھے۔ جن کے دم قدم سے اسلام آباد میں اسلام نے قدم رکھا تھا۔ جو ہر دینی محاذ پر بہادری و جرأت و اخلاص کا نشان تھے۔ آج کے یزیدی ٹولہ نے ان پر اور ان کی باقیات پر کیا قیامت برپا کی کہ خود ظلم بھی الامان الامان پکار اٹھا۔ لیکن جو ''صاحب اقتدار'' محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر ظلم کرتے ہوئے نہیں شرماتے وہ مولانا عبداللہ مرحوم کے خاندان پر ظلم ڈھانے سے کیوں چوکتے۔

زندہ باد اے اقتدار! کہ تیرے چرنوں میں بیٹھنے والا یہی کچھ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ مکافات عمل کیا ہوتا ہے وہ سامنے آ رہا ہے یکے بعد دیگرے حالات کی سکرین پر منظر تبدیل ہو رہے ہیں۔ مزید کیا ہوگا۔ وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔ کیا دین مٹ جائے گا؟ کیا دین والے مٹ جائیں گے؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک رکھی ہے۔ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ تم دباؤ گے۔

کاش! کوئی اللہ کا بندہ ''صاحب بہادر'' کو یہ باور کرا سکے کہ:

ظلم آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون آخر خون ہے گرتا ہے تو جم جاتا ہے

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم!

۲۹؍جولائی ۲۰۰۷ء بروز اتوار سنٹرل جامع مسجد برمنگھم میں ۲۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے انتظامات مہینوں پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر حضرت مولانا محمد تکین اور مبلغ مجلس مولانا محمود

الحسن نے شروع کر دیئے تھے۔ ملک بھر کے مساجد و مدارس کے آئمہ، خطباء اور مہتمم حضرات کو ڈاک سے اشتہارات ارسال کیے گئے۔ مولانا صاجزادہ عزیز احمد، حافظ محمد اقبال اور راقم نے لندن سے گلاسگو تک کے تمام قابل ذکر شہروں کا تبلیغی و دعوتی دورہ کیا۔ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری، حضرت مولانا مفتی سہیل احمد، حضرت مولانا مفتی خالد محمود، صاجزادہ حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، حضرت مولانا قاری عبدالملک اوران کے دیگر گرامی قدر رفقاء نے باقی ماندہ شہروں کا طوفانی دورہ کیا۔ جمعیت علماء برطانیہ اور دیگر دینی قیادت نے بھرپور انداز میں ختم نبوت کانفرنس کے لئے شب وروز ایک کر دیئے۔ غرض پورے برطانیہ میں ختم نبوت کا دعوتی و تبلیغی پیغام لاکھوں فرزندان اسلام تک پہنچایا گیا۔ فلحمدللہ اولاً و آخراً!

۲۹ر جولائی کو پورے برطانیہ سے وفود و قافلوں کی آمد آمد ہوئی۔ کوچیں، ویگنیں، گاڑیاں، انفرادی واجتماعی طور پر محبان ختم نبوت نے شرکت سے ممنون احسان فرمایا۔ پاکستان سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مدیر شہیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر انڈیا، دیوبند سے جانشین امیر الہند حضرت مولانا محمود مدنی ناظم عمومی جمعیت علماء ہند، انڈیا لکھنؤ سے حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے موجودہ جانشین حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی، بنگلہ دیش سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم مولانا نورالاسلام، رابطہ عالم اسلامی کے مندوب لندن اور جرمنی سے مسجد توحید کے امام مفتی طاہر نواز اور دیگر مہمانان گرامی قدر نے کانفرنس میں شرکت سے سرفراز فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس حسب سابق صبح دس بجے سے شام سات بجے تک بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوئی۔ جس کے دو اجلاس ہوئے۔ ان دونوں اجلاسوں میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا صاجزادہ عزیز احمد صاحب نے بڑی خیر وخوبی سے سرانجام دیئے۔ آپ کے معاونین حضرت مولانا محمد تمکین اور جناب طٰہٰ قریشی تھے۔ کانفرنس کے انتظامات حسب سابق جامع مسجد حمزہ کے اساتذہ وآئمہ کی نگرانی میں اسلامیان برمنگھم نے سرانجام دیئے۔

حاجی محمد معصوم خان، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نے خصوصی مہمانوں کی راحت وآرام کا مکمل نظم اپنے ذمہ لئے رکھا۔ ہر وہ شخص جس نے بھی جتنا حسب توفیق اس کام میں حصہ لیا وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ ذیل میں کانفرنس کے دونوں اجلاسوں کے مقررین کی فہرست پیش خدمت ہے:

اجلاس اوّل دس بجے تا ڈیڑھ بجے

صدر اجلاس	:	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر۔
مہمان خصوصی	:	حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری۔
تلاوت	:	حضرت مولانا قاری قمر الزمان برمنگھم۔
نظم	:	حضرت مولانا قاری عبدالملک کراچی۔
افتتاحی بیان	:	حضرت مولانا اللہ وسایا۔
خطاب	:	حضرت مولانا محمود الحسن مبلغ برطانیہ۔
//	:	حضرت مولانا سہیل احمد لندن۔

خطاب : حضرت مولانا مفتی خالد محمود کراچی۔

〃 : یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد ایوب سورتی باٹلے۔

〃 : حضرت مولانا محمد اسماعیل رشیدی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء برطانیہ۔

〃 : حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود مناظر اسلام مانچسٹر۔

(وقفہ نماز ظہر ڈیڑھ تا دو بجے)

اجلاس دوم، دو بجے تا سات بجے

صدارت : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر۔

مہمانان خصوصی : حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی لکھنوئی، حضرت مولانا سید محمود مدنی انڈیا دیوبند۔

تلاوت : حضرت مولانا قاری عبدالملک کراچی۔

نظم : جناب حنیف شاہد راپوری پاکستان۔

خطاب : شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید انور۔

〃 : حضرت مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ لدھیانوی۔

〃 : حضرت مولانا محمد ابراہیم خطیب اعظم بریڈفورڈ۔

〃 : حضرت مولانا عبدالرشید ربانی سرپرست جمعیت علماء برطانیہ۔

〃 : حضرت مولانا مفتی محمد اسلم امیر جمعیت علماء برطانیہ۔

〃 : حضرت مولانا محمد عمران جہانگیری لندن۔

〃 : فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز حربی مندوب رابطہ عالم اسلامی لندن۔

〃 : حضرت مولانا نورالاسلام بنگلہ دیش۔

خصوصی خطاب : جانشین امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی۔

خصوصی خطاب : جانشین امیر الہند حضرت مولانا محمود مدنی۔

صدارتی خطاب : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر بنوری ٹاؤن کراچی۔

شرکت خصوصی : حضرت مولانا عمر صادق ممبر سندھ اسمبلی، حافظ نعیم سواتی ممبر سندھ اسمبلی،

شرکت خصوصی : حضرت مولانا امداداللہ قاسمی، حضرت مولانا رضاء الحق نوٹنگھم،

شرکت خصوصی : محترم جناب صاحبزادہ سعید احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں۔

اعلانات : حضرت مولانا محمد تمکین۔

نوٹ: آئندہ تیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم ۲۰ رجولائی ۲۰۰۸ء اور جمعیت علماء برطانیہ کی توحید وسنت کانفرنس برطانیہ ۲۷ رجولائی ۲۰۰۸ء کو ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ اور جمعیت علماء برطانیہ کا مشترکہ اعلان، حق تعالیٰ ان تمام خدمات کو قبول فرمائیں۔ آمین! (فقیر اللہ وسایا)

حضرت ضمام بن ثعلبہؓ!

جناب عبداللہ فارانی

ایک لمبے قد کا آدمی مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور کئی دوسرے جلیل القدر صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ اس کا رنگ گورا تھا۔ بال سیاہ تھے۔ وہ اپنی اونٹنی کی مہار تھامے رواں دواں مسجد میں گھس آیا۔ اس نے اونٹنی کو ایک کونے میں بٹھایا اور خود حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں پوچھا:

آپ حضرات میں سے ابن عبدالمطلب کون ہیں؟۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہوں ابن عبدالمطلب۔ فرمایئے۔ اب اس نے پوچھا کہ محمد آپ ہی کا نام ہے۔ ہاں! میرا ہی نام ہے۔

اب اس نے کہا کہ تب پھر سنئے! میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ آپ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ میری زبان کی تیزی سے ناراض تو نہیں ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ نہیں! تمہیں جو پوچھنا ہو بے تکلفی سے پوچھو۔ میں ہرگز ناراض نہیں ہوں گا۔

اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کا قاصد ہمارے قبیلے میں آیا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا رسول مبعوث فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! اس نے سچ کہا۔

آسمان کس نے بنایا۔ اس نے پوچھا۔ جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے۔ زمین کس نے بنائی۔ اس نے دوسرا سوال کیا۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے۔ ان پہاڑوں کو کس نے قائم کیا اور ان میں انواع واقسام کی چیزیں کس نے بنائی۔ اس نے پوچھا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے۔ اب اس نے کہا کہ اسی اللہ کی قسم! جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ ان پہاڑوں کو قائم کیا۔ کیا واقعی اللہ نے آپ ﷺ کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں!

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ ﷺ کے قاصد نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ رات دن میں ہمارے لئے پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان نمازوں کا حکم دیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!

آپ ﷺ کے قاصد نے ہمیں یہ بھی کہا کہ سال میں ایک بار اپنے مال کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے یہ بھی سچ کہا۔ اور کیا اس کا بھی آپ ﷺ کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!

وہ پھر بولا کہ آپ ﷺ کے قاصد نے ہمیں ہر سال رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے حکم دیا کہ جس میں طاقت ہو۔ اس پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ کیا آپ ﷺ نے

ان سے کہلوایا ہے اور کیا اللہ نے آپ ﷺ کو اس کا حکم دیا ہے۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی بات ہے۔

اب اس نے درخواست کی کہ اسے کلمہ پڑھایا جائے۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر بولا کہ:

''اے اللہ کے رسول! میری قوم نے مجھے اپنا قاصد بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ میں بنوسعید بن بکر کا بھائی ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہے جن باتوں کا حکم دیا میں ان میں نہ کمی کروں گا نہ اضافہ۔''

یہ کہہ کر حضرت ضمام بن ثعلبہؓ نے نہایت ادب سے سلام کیا اور چل دیئے۔ اس موقع پر رحمت دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ ضرور جنت میں جائے گا۔

ضمام بن ثعلبہؓ بہت خوبصورت تھے۔ اپنے قبیلے کے عقل مند آدمیوں میں شمار ہوتے تھے۔ بنوسعد کے رئیسوں میں سے تھے اور تھے بھی نیک فطرت۔ جس زمانے میں سارا عرب طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھا یہ اس وقت بھی ان برائیوں سے بچتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضور ﷺ نے دین کی اشاعت کے لئے اپنے صحابہ کرامؓ کو روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ مبلغ بنوسعد میں بھی بھیجے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قبیلے کے لوگوں نے اس سلسلے میں براہ راست بات کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کو بھیجا گیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے یہ سوالات کئے۔

ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ حضرت ضمامؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ہی ایمان لا چکے تھے۔ حضرت ضمامؓ کے سوالات سن کر یا کسی اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ضمامؓ عقل مند آدمی ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ جس شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرمادیں کہ عقل مند آدمی ہیں۔ ان کی دانائی میں کون شک کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں نے ضمامؓ سے بہتر اور اچھے انداز میں گفتگو کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت ضمامؓ حضور نبی کریم ﷺ سے رخصت ہوکر اپنے قبیلے میں پہنچے تو سب لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے۔ پوچھنے لگے کہ کہئے مدینے میں کیا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کیا بات چیت ہوئی، تو فوری طور پر ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے: ''لات وعزیٰ ذلیل وخوار ہوں۔ ان کا برا ہو۔''

اپنے بتوں کے بارے میں یہ الفاظ سن کر بنوسعد کانپ گئے۔ کیونکہ ایسے الفاظ منہ سے نکالنا ان کے نزدیک تباہی اور بربادی کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ وہ چلا اٹھے کہ ضمام! اپنی زبان کو روکو۔ لات اور عزیٰ کی توہین کہیں تمہیں جذام، برص یا دماغی خلل میں نہ مبتلا کردے۔ فوراً توبہ کرو۔ ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ ہم بھی تباہ ہوں گے۔

حضرت ضمامؓ تو کلمہ پڑھ چکے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرکے آئے تھے۔ ان پر توحید کا نشہ سوار ہو چکا تھا۔ فوراً بولے کہ:

''اے میری قوم! کان کھول کر سن لو۔ لات اور عزیٰ صرف پتھر ہیں۔ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ

نقصان۔ افسوس ہے تم پر ان پتھروں کو معبود بنالیا۔ عبادت کے لائق صرف ایک اللہ کی ذات ہے۔ اس نے محمد ﷺ کو اپنا سچا رسول بنا کر بھیجا۔ ان پر اپنی کتاب نازل کی۔ وہ کتاب ہدایت اور بھلائی کا سرچشمہ ہے۔ اس کتاب پر عمل کر کے تم ظلمت اور گمراہی کی اس دلدل سے نکل آؤ گے جس میں تم گلے گلے تک دھنسے ہوئے ہو۔ میں نے سچائی جان لی۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میرا کہنا مانو۔ فوراً اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ورنہ تباہ اور برباد ہو جاؤ گے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے وہ تمام باتیں پوچھ لی ہیں جن پر تمہیں عمل کرنا ہے اور وہ باتیں بھی معلوم کر لی ہیں جن سے تمہیں بچنا ہے۔‘‘

حضرت ضمامؓ کی تقریر ایسی پر اثر تھی کہ ان کے دل نرم ہو گئے۔ شرک کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی۔ شام ہوتے ہی ان میں سے ایک بھی ایسا نہ بچا جو ایمان نہ لایا ہو۔ تاریخ کی کتب میں حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کے حالات اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی قوم میں ضمامؓ سے بہتر کوئی شخص نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں نازل ہوں۔

ختم نبوت کانفرنس کوئٹہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد گول چوک سیٹلائٹ ٹاؤن میں ختم نبوت کانفرنس و جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مجلس کے امیر مولانا عبدالواحد خطیب جامع مسجد قندھاری بازار نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، قاری عبدالرحیم رحیمی، قاری انوار الحق حقانی، مولانا نور محمد ایم۔ این۔ اے، مولانا عبدالکریم ندیم خان پور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد یوسف جلالپوری مبلغ کوئٹہ نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے غیور مسلمان قادیانیت کو اپنے صوبہ میں نہیں پنپنے دیں گے۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری محمد ابراہیم کانسی نے حاصل کی۔

ختم نبوت کانفرنس لورالائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس 18 رجون کو منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مقامی امیر نے کی۔ کانفرنس سے مجلس علماء اہل سنت کے مرکزی ناظم مولانا عبدالکریم ندیم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عبدالواحد کوئٹہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد یوسف جلالپوری نے خطاب کیا۔ کانفرنس عصر سے عشاء تک نماز مغرب کے وقفہ کے ساتھ جاری رہی۔ کانفرنس میں مقامی علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔ اگلے روز مہمانان گرامی نے لورالائی کے مدارس کا دورہ کیا۔ جس میں مولانا ممتاز احمد، خواجہ محمد اشرف، مولانا محب اللہ، مولانا حبیب اللہ اور دیگر علماء کرام بھی ساتھ ساتھ رہے۔

رشدی کی پذیرائی......توہین رسالت قوانین پر بحث کا بہانہ!

مولانا زاہد الراشدی

یہ بات حدود آرڈیننس کو سبوتاژ کرنے کی مہم کے ساتھ ہی سامنے آ گئی تھی کہ اس معاملے میں پیش رفت کے بعد تحفظ ناموس رسالت کے قانون اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی دستوری دفعات اور قانون کی باری ہے۔ کیونکہ امریکی وزارت خارجہ نے گزشتہ سال ستمبر کے دوران واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ وہ حکومت پاکستان پر جن قوانین کے خاتمہ کے لئے دباؤ بڑھا رہے ہیں ان میں حدود آرڈیننس کے ساتھ ساتھ تحفظ ناموس رسالت کا قانون اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی دستوری وقانونی دفعات بھی شامل ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد پاکستان کی حکمران مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین کی طرف سے مغرب کے لئے ایک یقین دہانی سامنے آئی جو انہوں نے پیرس میں ایک اجتماع سے خطاب کے دوران پیش کی کہ توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون میں ترامیم کی تیاری جاری ہے اور حکومت ترمیمی مسودہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ البتہ اس سلسلے میں صرف اس قدر احتیاط سے کام لیا جارہا ہے کہ اسے الیکشن کے بعد نئی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا تاکہ الیکشن مہم میں اپوزیشن کے ہاتھ میں حکومت کے خلاف کوئی نیا ایشو نہ آ جائے۔

جس طرح حدود آرڈیننس پر میڈیا میں ایک منظم بحث چھیڑ کر اسے متنازعہ بنایا گیا۔ حدود آرڈیننس کے خاتمہ یا اسے غیر موثر بنانے کے خواہش مند عناصر نے ''علم ودانش'' کے نام پر اس کے خلاف وہ طوفان بدتمیزی بپا کیا کہ شرعی حدود کے حوالے سے شکوک وشبہات کا پورے ملک میں بازار گرم ہوگیا۔ جب کہ دوسری طرف حدود شرعیہ پر سنجیدہ اور علمی گفتگو کرنے والے حلقے اس بحث میں الجھے رہے کہ الیکٹرانک میڈیا پر آنا اور شرعی ضروریات کے لئے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز بھی ہے یا نہیں اور جب وہ بالآخر میڈیا پر آئے بھی تو اس وقت جب چڑیاں کھیت چگ چکی تھیں اور حدود شرعیہ کے خلاف مغرب نواز دانشوروں کا شوروغوغا اپنا کام دکھا چکا تھا۔

بالکل اسی طرز کی ''میڈیا وار'' اب تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے شروع ہونے والی ہے اور ہمارے خیال میں اس بحث کے آغاز کا بہانہ ملکہ برطانیہ نے سلمان رشدی کو نائٹ ہڈ (سر) کا خطاب دے کر فراہم کردیا ہے۔ جہاں تک سلمان رشدی کا تعلق ہے ملکہ برطانیہ اور برطانوی حکومت سے یہ بات قطعی طور پر مخفی نہیں ہے اور نہ ہوسکتی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اس شخص سے شدید نفرت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے اپنی بیہودہ کتاب ''شیطانی آیات'' میں سرور دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں جو شرمناک گستاخیاں کی ہیں۔ وہ دنیا کے کسی بھی مسلمان کے لئے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہیں اور آج کے گئے گزرے دور میں بھی مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر قرآن کریم اور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ وہ اپنی جان کا نذرانہ بخوشی دے دے گا۔ لیکن ایسی کسی بیہودگی کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرے گا۔

سلمان رشدی کی تصنیف ''شیطانی آیات'' منظر عام پر آئی تو مسلمانان عالم اور خاص طور پر اسلامیان

برطانیہ نے جس جوش وخروش کے ساتھ اپنے ایمانی جذبات اور حمیت وغیرت کا مظاہرہ کیا وہ برطانوی حکومت اور ملکہ برطانیہ سے مخفی نہیں ہے اور گزشتہ سال ڈنمارک اور ناروے وغیرہ کے اخبارات میں نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ کارٹون شائع ہونے پر عالم اسلام نے جس اجتماعی اور غیرت مندانہ ردعمل کا اظہار کیا وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اس کے بعد بھی اگر برطانوی حکومت یہ کہتی ہے کہ سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب اس کی ادبی خدمات کے صلے میں دیا گیا ہے تو اسے مسلمانوں کے دینی جذبات پر طنز کی ایک نئی اور مکروہ صورت کے سوا اور کچھ بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ سلمان رشدی کو سر کا خطاب ملنے کے بعد پاکستان کے قومی میڈیا میں اس سلسلے میں بحث کا آغاز ہو گیا ہے اور جہاں قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور دینی وسیاسی جماعتوں نے اس کے خلاف شدید ردعمل ظاہر کیا ہے وہاں ایک اہم سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے ذمہ دار راہنماء شاہ محمود قریشی نے یہ کہہ کر ناموس رسالت کے حوالے سے مسلمانوں کے دینی جذبات اور ان کے عقیدہ وایمان کے خلاف مورچہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ برطانیہ کا داخلی معاملہ ہے۔ اگرچہ برطانوی وزیر خارجہ نے سلمان رشدی کو سر کا خطاب دینے کے فیصلے پر قائم رہتے ہوئے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے پر ان سے معذرت کر کے پنجابی محاورہ کے مطابق ''گونگلوؤں توں مٹی جھاڑنا'' (شلجم سے مٹی جھاڑنے) کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس سے جس بحث کا آغاز ہو گیا وہ اب ہمارے خیال کے مطابق چلتی رہے گی اور اسی سے ''تحفظ ناموس رسالت کے قانون'' میں ان ترامیم کی راہ ہموار کی جائے گی۔ جس کے لئے ایک عرصہ سے تیاری جاری ہے۔

اس کے ساتھ ایک اور خبر بھی شامل کرلیں جو روزنامہ نوائے وقت لاہور نے 18 رجون 2007ء کو شائع کی ہے کہ امریکا کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کمیشن نے پاکستان میں توہین مذہب سے متعلق قانون کے بے جا استعمال پر افسوس کرتے ہوئے اسلام آباد سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ملک میں اسلامی انتہاء پسندی کا مقابلہ کرنے کے لئے سنجیدگی سے اقدامات کرے، کمیشن نے بش انتظامیہ سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ سنگین مذہبی تشویشناک امور کے بارے میں اسلام آباد کے ساتھ سرگرمی کے ساتھ رجوع کرے۔ کمیشن نے پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ توہین مذہب کو غیر مجرمانہ قرار دے۔

گویا امریکا کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کمیشن کے نزدیک مذہب اور مذہبی شخصیات کی توہین سرے سے جرائم میں ہی شامل نہیں ہے اور اسے اس بات پر تکلیف ہے کہ جو بات ان کے نزدیک جرم ہی نہیں ہے پاکستان نے اس کے لئے دفعہ 295 کے تحت موت تک کی سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ حدود آرڈیننس کے بارے میں بھی امریکا اور مغرب کا موقف یہی تھا کہ ان قوانین کا بے جا استعمال ہو رہا ہے اور مغرب کا یہ موقف بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے کہ رضامندی کا زنا سرے سے جرم نہیں ہے۔ چنانچہ اس پس منظر میں حدود وقوانین کے غلط استعمال کے پروپیگنڈا سے بات شروع ہوئی اور اس نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں ایکٹ'' کی صورت میں جو نتائج حاصل کئے گئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں اور اب یہی کھیل تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے ساتھ کھیلا جانے والا ہے۔

ہمارے نزدیک حدود آرڈیننس کے حوالے سے دینی حلقوں کی پسپائی کے دو واضح اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ ہم نے ''میڈیا وار'' کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اس معرکہ میں صرف ''منبر ومحراب'' پر قناعت کرلی۔ ہم اس فرق کو محسوس نہیں کرسکے کہ منبر ومحراب کے ماحول میں کی جانے والی بات صرف ان لوگوں تک پہنچتی ہے جو خود وہاں تک چل کر آتے ہیں اور مجموعی آبادی میں ان کا تناسب معلوم کرنا مشکل نہیں ہے۔ جب کہ الیکٹرانک میڈیا کی رسائی کم وبیش ہر پاکستانی کے ''بیڈروم'' تک ہے۔ ہم نے یہ جنگ جو دراصل ''میڈیا وار'' تھی کلاشنکوف کے مقابلہ میں تلوار کے ساتھ لڑنے کی کوشش کی ہے جس کا نتیجہ یہی ہونا تھا جو ہمارے سامنے ہے۔ دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ اس جدوجہد کے لئے ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کی طرز کا کوئی ایسا دینی محاذ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے جو اقتدار اور اپوزیشن کی سیاست سے الگ تھلگ رہتے ہوئے ایک دینی اور ملی مسئلہ کے طور پر قوم کے اجتماعی جذبات کی ترجمانی اور اس کی قیادت کرسکے۔ ہماری معلومات کے مطابق ایک الگ دینی محاذ کی تشکیل میں متحدہ مجلس عمل کے تحفظات آڑے آئے۔ لیکن متحدہ مجلس عمل کی قیادت نہ خود اس مسئلہ کو صحیح طور پر ڈیل کرسکی اور نہ ہی اس نے اس کے لئے الگ دینی محاذ کے قیام کا راستہ دیا اور ایم ایم اے کے تحفظ کی دھند میں حدود آرڈیننس کا تیاپانچہ ہوگیا۔

ہمارے نزدیک سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے کی بات بھی بہت اہم ہے اور مسلمانوں کے دینی جذبات کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن امریکا کے مذہبی آزادی کمیشن کی طرف سے مذہب اور مذہبی شخصیات کی توہین کو جرائم کی فہرست سے نکال دینے کی وارننگ اس سے کہیں زیادہ سنگینی کی حامل ہے اور اگر اب بھی ہم اپنی حکمت عملی اور ترجیحات پر نظرثانی کے لئے تیار نہیں ہیں تو خاکم بدہن اس محاذ پر بھی پسپائی کے سوا کچھ حاصل ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین!)

''سر کا خطاب''......

جس کے پیروں میں ہو زنجیر یہود
بخشیں نصرانی اسے سر کا خطاب
کور چشمی کی ہے حاصل انتہاء
جب کہ مادہ کو ملے نر کا خطاب

قادیانیوں کا قبول اسلام

22/جون کو موٹن چانڈیو کے چار قادیانیوں نے مولانا محمد یعقوب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے جامع مسجد بلال تلہار شہر میں جمعہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا خان محمد صاحب جمالی، مولانا غلام مصطفیٰ چانڈیو بھی موجود تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ابراہیم چانڈیو، عبدالکریم چانڈیو، نبی بخش چانڈیو، محمد خمیس چانڈیو۔ 30/جون کو کھڈار میں 135 سالہ مرزا قادیانی کا صحابی محراب خان گریز مسلمان ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالستار چاوڑا صاحب مولانا عبدالغفار صاحب، مولانا حسین، مولانا محمد یعقوب موجود تھے۔

لال مسجد حکومتی مؤقف؟ ایک معمہ!

اصغر عبداللہ!

سانحہ لال مسجد پر بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ ذیل میں ہم ملک کے نامور صحافی جناب اصغر عبداللہ کا مضمون پیش کر رہے ہیں۔ جس سے لال مسجد کا کیس سمجھنے میں آسانی ہوگی اور حکومتی پروپیگنڈا کا مستقل اور جواب بھی۔ خداوند قدوس ارباب اقتدار کو غیر ملکی ایجنڈا کی تکمیل کے بجائے ملک وملک کے مفادات کے تحفظ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (ادارہ)

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ کی امین، اسلام آباد کی لال مسجد کے نائب خطیب غازی عبدالرشید اور جامعہ حفصہ کے معصوم طلبہ وطالبات کی مظلومانہ شہادت نے مملکت خداداد پاکستان کے ہر دل دردمند کو ہلا دیا ہے۔ آدمی سوچتا ہے اور کانپ اٹھتا ہے اور بے اختیار آسمان کی طرف دیکھتا ہے کہتے ہیں حکومت اور سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔ پتھر ہوتا ہے۔ مگر فریاد کناں لال مسجد کے زخمی مینار، جامع حفصہ (بنام ام المومنین سیدہ حفصہؓ) کے گولیوں سے چھلنی درودیوار بہتے خون سے رنگین اس کے فرش، طلبہ وطالبات کے کھلے ان کھلے پرانے ٹرنک، بکھرے ہوئے قرآنی قاعدے، بچوں کی ٹوپیاں خون سے لتھڑی ہوئی، بچیوں کے دوپٹے سرخ مہندی سے رنگے ہوئے، قیامت کا سماں، حشر کا یہ منظر، آدمی دیکھتا ہے۔ مگر دیکھ نہیں پاتا۔ آنکھ کہتی ہے کیا ارض پاکستان میں یہ دیکھنا بھی باقی تھا۔ دل کہتا ہے یہ کیا ہو گیا ہے؟ ارض پاکستان کو یہ کس کی نظر لگی ہے؟ لال مسجد کے تقدس کا افواج پاکستان کے ہاتھوں پامال ہونا اور جامع فریدیہ، جامعہ حفصہ میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی مظلومانہ موت، ایک ایسا سانحہ ہے جو اہل پاکستان کو ہمیشہ تڑپاتا رہے گا اور ان کو خون کے آنسو رلاتا رہے گا۔ شہدائے لال مسجد کی روحیں اہل پاکستان سے یہ سوال کرتی رہیں گی۔

ہم تو مجبور وفا ہیں مگر اے جان جہاں
اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے
تیری محفل کو خدا رکھے ابد تک قائم
ہم تو مہماں ہیں گھڑی بھر کے ہمارا کیا ہے

غازی عبدالرشید اور ان کے ساتھیوں نے اپنی جان دے کر ثابت کر دیا ہے کہ ان کا جذبہ صادق ان کا عزم راسخ اور ان کا ایمان کامل تھا۔ زندگی اندیشہ سود وزیاں سے برتر چیز ہے۔ دل دانا کو موت کی پروا نہیں ہوتی ہے۔ اس کے لئے یہ ایک خدائی راز کا منکشف ہونا ہے۔ بہ قول اقبالؒ کے ہے کبھی جان اور کبھی تسلیم جان ہے

زندگی۔لال مسجد کے خلاف آپریشن جہاں حکومت کی سنگ دلی کا ثبوت ہے وہاں اس سے حکومت کی انتظامی اہلیت اور اس کی Forces کی Professional Skill بھی ایک سوالیہ نشان بن گئی ہے؟ حکومت اور Forces کا کہنا تھا کہ آپریشن ناگزیر ہے۔مگر اسے ''پیشہ ورانہ مہارت'' سے روبہ عمل لایا جائے گا۔یہ بھی کہا گیا کہ تاخیر اسی لئے ہورہی ہے۔آپریشن مکمل ہوچکا تو معلوم ہوا کہ آپریشن کے بعد اندر موجود طلباء، طالبات میں سے کوئی زندہ نہیں بچا۔صرف وہی لوگ بچ سکے ہیں۔جو آپریشن سے پہلے پہلے خود لال مسجد انتظامیہ کی طرف سے باہر بہ حفاظت باہر بھجوادیئے گئے۔(باہر آنے والوں کے بیانات سے اس کی تصدیق ہوچکی ہے)

سوال یہ ہے کہ آخری آپریشن کے دوران میں اگر آپ کا زور صرف مارنے ہی پر رہا ہے تو پھر اس میں آپ کی پیشہ ورانہ مہارت کیا ہے؟۔اس کا مطلب تو یہ ہے کہیں بھی آمنے سامنے کا مقابلہ نہیں ہوا۔مسجد اور جامعہ کے اندر جابجا شگاف، آگ اور دھواں یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ زیادہ تر بموں ہی کا استعمال کیا گیا۔طلبہ وطالبات کی جان بچانے کے لئے Forces کی جانب سے اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی حکمت عملی کے آثار کہیں دکھائی نہیں دیتے ہیں۔حیرت تو یہ ہے جن غیر ملکیوں کے اندر موجود ہونے کا دعویٰ اور چرچا کیا جاتا رہا۔ان کے بارے میں بھی یہی بتایا جارہا ہے کہ ان میں سے نہ کوئی زندہ بچا ہے نہ کسی کی لاش قابل شناخت ہے۔حکومتی میڈیا کی جانب سے خانہ پری کے لئے جو تصویریں جاری کی گئی ہیں ان سے متعلق حکومتی دعویٰ کو سچ سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ آدمی پہلے تو مشرف بہ حکومت ہو اور پھر مشرف حکومت پر اس کا اعتماد ایمان کے درجے کو پہنچا ہوا ہو۔حیرت ہوتی ہے اور اس سے بھی زیادہ افسوس جب (اس کے باوجود) آئی ایس پی آر کی طرف سے جامع حفصہ کے خلاف آپریشن کو کامیاب کہا جاتا ہے اور جنرل پرویز مشرف کی جانب سے آپریشن کے ''ذمہ داران'' کو ان کی ''پیشہ ورانہ مہارت'' پر خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔واقعہ یہ ہے کہ لال مسجد کے خلاف فوجی آپریشن نے جہاں (جیسا کہ قاضی حسین احمد نے کہا ہے) فوج اور اسلام پسند عوام کے درمیان خون کی ایک لکیر کھینچ دی ہے۔وہاں Forces کی Professional Skill کو بھی گہنا دیا ہے۔

آپریشن سے پہلے اور آپریشن کے بعد حکومت مسلسل یہ کہہ رہی ہے کہ غازی عبدالرشید نے مسجد کے اندر عورتوں اور بچوں کو ڈھال بنایا ہوا تھا۔حکومت تو جیسے پہلے کہتی رہی ہے ویسے ہی آئندہ بھی کہتی رہے گی۔اس لئے کہ عام طور پر ہماری حکومتوں کو دعویٰ کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ایک ہی دلیل۔بس طاقت کی دلیل کافی ہوتی ہے۔حکومتوں کو غالباً اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ عوام ان کے دعووں کو کس طرح دیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔شواہد سے ثابت ہوچکا ہے کہ جامعہ حفصہ کے اندر کوئی یرغمال نہیں تھا۔یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ Forces نے غازی عبدالرشید اور جامعہ حفصہ کے طلبہ وطالبات کے خلاف فوجی آپریشن ''دشمن کے خلاف جنگ'' کی سٹریٹجی کے ساتھ کیا۔جنگ میں جیسا کہ ہوتا ہے حملے سے پہلے دشمن کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔اس کے موقف کو اخلاقاً اور قانوناً غلط باور کرایا جاتا ہے۔جھوٹ سچ کو اس طرح باہم ملاکر پیش کیا جاتا ہے کہ عوام میں انسانیت کے ناتے بھی دشمن سے ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔Forces نے

یہ نہیں سمجھا کہ جن کے خلاف وہ لڑنے جا رہے ہیں وہ انہی کے مسلمان بھائی ہیں اور انہی کی طرح ہمت، جرأت اور ولولہ رکھتے ہیں۔ اس کا ایک واضح ثبوت تو پہلے روز ہی مل گیا۔ جب غازی عبدالرشید نے حکومتی وزراء کے دھمکی آمیز بیانات پر ان سے کہہ دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح بات نہ کی جائے۔ وہ آبرومندانہ سمجھوتہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر جھکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ Forces نے یہ بھی نہیں سمجھا کہ معاملہ ایک مسجد کا اللہ کے گھر کا ہے۔ ایک دینی مدرسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کا تدریس کے مرکز کا ہے۔ اگر ''جنگ'' کے نام پر جھوٹا پروپیگنڈا ہوگا تو اس کے فائر بیک سے بچنا خود Forces کے لئے مشکل ہوگا۔

یہی ہوا ہے Forces کی جانب سے پہلے کہا گیا کہ غازی عبدالرشید نے اندر طلبہ و طالبات کو یرغمال اور ڈھال بنایا ہوا ہے۔ جب باہر آنے والے طلبہ و طالبات نے بتایا کہ ان کو یرغمال قطعاً نہیں بنایا گیا تھا۔ بلکہ ان کی جان کی حفاظت کے لئے غازی عبدالرشید اور ام حسان نے ان کو زبردستی باہر بھجوایا ہے اور یہ کہ ان کو شہادت نصیب نہ ہونے کا بہت افسوس ہے۔ حکومت اور Forces کو سوچنا چاہئے۔ طلبہ و طالبات کے ان بیانات کے بعد ان کے پلے کیا رہ گیا ہے؟۔ (ماسوا جماعت بدر محمد علی درانی اور لندن پلٹ طارق عظیم کے) اس غلط بیانی کے بعد کہا گیا کہ غازی عبدالرشید اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں خود یرغمال بنے ہوئے ہیں اور یہ کہ خود سے وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے غازی عبدالرشید کی میڈیا کے ساتھ گفتگو سنی ہے۔ ان کے لئے حکومت کے اس مؤقف پر ایمان لانا مشکل ہے۔

کہا جاتا ہے جب بھی غازی عبدالرشید سے کوئی مطالبہ کیا جاتا یا ان کو کوئی تجویز دی جاتی تو وہ اپنے ساتھیوں سے مشورے کے بعد ہاں یا ناں میں جواب دیتے۔ یہ عام سمجھ بوجھ کا معاملہ ہے کہ جب صورت حال ایسی نازک اور پیچیدہ ہو کہ محصور افراد کی زندگیاں باہم ایک دوسرے سے جڑی ہوں تو ایک آدمی اکیلا کیسے فیصلہ کر سکتا ہے؟۔ یہ نہ اخلاقاً مناسب ہے نہ مصلحتاً۔ یرغمالی ہونا اور بات ہے۔ مشاورت شے دگر ہے۔ جو شخص عین حالت جنگ میں ان بچیوں کے مستقبل سے متعلق فکرمند ہے جو اس کی دانست میں اس کے بعد بے آسرا ہو جائیں گی اور چوہدری شجاعت حسین سے استدعا کرتا ہے کہ اس کے بعد وہ ان بچیوں کی کفالت کے ذمے داری قبول کر لیں۔ اس شخص کے بارے میں حکومت کا یہ کہنا کہ وہ بچیوں کو ڈھال بنا رہا تھا۔ سمجھ سے باہر ہے۔ کون ہے؟ جو بقائمی ہوش و حواس حکومت کے اس بیان کو سچ ماننے کے لئے تیار ہوگا۔ دیکھنا یہ ہے پھر حکومت نے ایسا کیوں کیا۔ اس کی وجوہات بظاہر دو تھیں۔

غازی عبدالرشید کے بہادرانہ امیج کو ختم کرنا اور یہ ظاہر کرنا کہ وہ تو اپنی جان بچانا چاہتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھی ان کو بچ نکلنے نہیں دے رہے۔ یہ ایک پروپیگنڈا تکنیک تھی۔ شاید حکومت اس میں کامیاب ہو جاتی۔ مگر حکومت کی بدقسمتی غازی عبدالرشید نے میڈیا سے خود رابطہ قائم کر کے حکومت کی حکمت عملی کو اس بری طرح ناکام بنا دیا کہ خود حکومت کو لینے کے دینے پڑ گئے۔

ماڈریٹس کے لئے یہ تصور کرنا مشکل تھا کہ ان کے مخالف ان کی قاہرانہ طاقت کے مقابل اس طرح ڈٹ

جائیں گے اور جان پر کھیل کے اپنے حامیوں میں نیا جوش نیا خروش اور نیا ولولہ پیدا کر جائیں گے۔ اس لئے کہ روشن خیالوں کے نزدیک موت تو بس ایک اندھیرا ہے۔ یرغمالی کی اصطلاح گھڑ کے حکومت نے عوام کو یہ تاثر دینا چاہا کہ صرف گنے چنے لوگ ہیں اور وہ بھی ان سے ڈرے ہوئے ہیں۔ گولیوں کی گھن گرج اور ٹینکوں کے گشت سن کر بہت جلد قمیضیں اتار کے اور ہاتھ اوپر اٹھا کر باہر آ جائیں گے۔ مولانا عبدالعزیز غازی کی گرفتاری کو بطور ایک مثال پیش کیا گیا۔

حکومتی سٹرٹیجی کی ناکامی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہے کہ غازی عبدالرشید کو جن غیر ملکیوں کا یرغمال بتایا گیا۔ ان کے بارے میں خود بی بی سی نے جو لال مسجد کے خلاف حکومتی آپریشن کا سب سے بڑا حامی ہے اپنی رپورٹ میں کہا ہے۔ جامعہ میں نہ کسی سرنگ کا سراغ ملا نہ اندران غیر ملکیوں کی موجودگی کی تصدیق ہوسکی ہے۔ جن سے متعلق حکومت کا کہنا تھا کہ انہوں نے غازی عبدالرشید کو یرغمال بنایا ہوا تھا۔ نہ خودکش حملہ آوروں اور ان کی بیلٹس کا پتہ چلتا ہے۔ نہ زیر زمین کسی بنکر کے شواہد ملے ہیں۔ بس گولیوں سے چھلنی دیواریں ہیں۔ ٹوٹی ہوئی کھڑکیاں ہیں۔ جلی ہوئی چارپائیاں ہیں۔ دھوئیں سے سیاہ چھتیں ہیں۔ طالبات کی چپلیں ہیں اور پلاسٹک کے برتن ہیں اور یا پھر وہ جوان ہیں جو جوتوں سمیت مسجد میں دندنا رہے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ مسجد کے احترام کے منافی نہیں؟۔ تو ان کا جواب ہوتا ہے مسجد یہ اب کہاں رہی ہے۔ اس کے بعد ایک عجیب طرح کی خاموشی چھا جاتی ہے۔

لال مسجد آپریشن کے بعد سے تواتر کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ حکومت نے آخری وقت تک مفاہمانہ طرز عمل اختیار کیا۔ مگر غازی عبدالرشید اور جامعہ حفصہ کے طلبہ وطالبات نے مانا نہیں دیا۔ ثبوت کے طور پر حکومت اس کی نسبت آپریشن سے پہلے آخری رات کی مصالحتی کوششوں کا ذکر کرتی ہے۔ آخری رات کیا ہوا؟۔ جو کچھ Forces اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان طے ہوا۔ اس کا اندازہ تو اس بریکنگ نیوز سے لگایا جاسکتا ہے جو آخری رات سے ایک رات پہلے بریک ہوئی اور اس میں کہا گیا کہ جنرل پرویز مشرف نے لال مسجد کے خلاف آپریشن کی حتمی منظوری دے دی ہے۔ قبل ازیں اسی روز وہ کہہ چکے تھے کہ لال مسجد والے باہر آ جائیں ورنہ مارے جائیں گے۔ سابق آرمی چیف جنرل مرزا اسلم بیگ نے جنرل پرویز مشرف پر الزام لگایا ہے کہ وہ پہلے دن ہی سے لال مسجد کے خلاف خونی آپریشن کے لئے مائنڈ سیٹ کر چکے تھے۔ جنرل حمید گل کا بھی یہی کہنا ہے کہ لال مسجد میں غیر ملکیوں کی موجودگی کا شوشا چھوڑ کے جنرل پرویز مشرف نے Forces کو گویا سگنل دے دیا کہ لال مسجد کے خلاف آخری آپریشن لازماً ہوگا۔

آپریشن کے بعد جنرل پرویز مشرف نے قوم کو جس خطاب سے نوازا ہے۔ اس کے مندرجات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپریشن سے پہلے آخری رات حکومتی نمائندوں، علماء کے وفد اور غازی عبدالرشید کے درمیان جو مصالحتی فارمولا طے پایا۔ اس پر عمل کیوں نہیں ہوسکا تھا۔ حکومتی نمائندوں اور علماء کے وفد کے مؤقف کو ملا کے پڑھا جائے تو اس امر کی شہادت مل جاتی ہے کہ حکومت اور لال مسجد کے درمیان ایک فارمولے پر اتفاق ہوگیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم شوکت عزیز نے بھی بظاہر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ وہ مقام ہے

جہاں سے اس سارے معاملے کو سمجھنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ ڈائریکٹر آئی ایس پی آر میجر جنرل وحید ارشد نے آپریشن کے بعد غالباً پہلی بار واضح طور پر کہا کہ فوج حکومت کی درخواست پر اس کی مدد کے لئے آئی تھی۔ ان کے ارشاد کا مطلب یہی سمجھ میں آتا ہے کہ فوج حکومت ہے اور ان کا یہ کہنا آئین پاکستان کے عین مطابق ہے۔ اس لئے کہ آئین پاکستان کی رو سے وزیراعظم ہی ملک کا چیف ایگزیکٹو یا انتظامی سربراہ ہے۔ صدر کا ملک کے انتظامی معاملات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حکومتی نمائندوں (جن میں حکومتی پارٹی کے صدر اور وزیر مذہبی امور بذات خود شامل تھے اور وزیراعظم سے براہ راست رابطے میں تھے) نے ایک مصالحتی فارمولہ بنالیا۔ تو پھر اس کی حتمی منظوری کے لے ایوان صدر جانے کا جواز کیا تھا؟۔

اگر Forces حکومت کی درخواست پر آئیں تو آپریشنل پوزیشن میں آنے کے بعد انہیں عملاً حکومتی احکامات کا پابند ہونا چاہئے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جب اسلام آباد انتظامیہ پنجاب حکومت سے پولیس طلب کرتی ہے تو آپریشنل پوزیشن میں آکے وہ اسلام آباد انتظامیہ کے تابع ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کچھ بھی کرے اس کا دوش پنجاب حکومت کو نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے اگر حکومت جنرل پرویز مشرف کے پاس ان کے آرمی چیف ہونے کے سبب گئی تو بھی اس کا جواز نہیں تھا۔ حکومت نے جو فوجی کمک منگوائی تھی۔ اس کو احکامات دینے کا حق آرمی چیف کو نہیں۔ ''چیف ایگزیکٹو'' وزیراعظم کو حاصل تھا اور جو سفارش بھی اس کے لئے کی جانا چاہئے تھی وہ حکومتی پارٹی کے صدر کی جانب سے ہونا چاہئے تھی۔ اگر حکومتی وفد جنرل پرویز مشرف سے ان کے صدر ہونے کی حیثیت میں ملا۔ پھر بھی اس کے پیچھے Logic نہیں ہے۔

جنرل پرویز مشرف کے غیر آئینی صدر ہونے کا اپوزیشن کا دعویٰ نہ بھی مانا جائے۔ تب بھی آئین پاکستان کی رو سے صدر براہ راست انتظامی معاملات میں مداخلت نہیں کرسکتا ہے۔ یہ اختیار حتمی طور پر وزیراعظم اور اس کی کابینہ کا ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود حکومتی وفد اگر مصالحتی فارمولے کو حتمی منظوری کے لئے صدر کے پاس لے کر گیا تو اس کا مطلب صاف ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ دراصل حکومتی وفد تھا۔ جس کو ایوان صدر نے یرغمال بنایا ہوا تھا۔ اگر یہ صورتحال نہ ہوتی اور حکومتی وفد کے پاس خود سے اختیار ہوتا تو یہ تنازعہ 9رجولائی کی صبح طلوع ہونے سے پہلے حل ہو جاتا۔ جیسا کہ توقع کی جارہی تھی۔

حکومتی وفد خاص طور پر اس کے ایک ضرورت سے زیادہ سرگرم رکن وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات طارق عظیم (جن کو محمد علی درانی کے نعم البدل کے طور پر آگے لایا جارہا ہے) نہایت شدومد کے ساتھ دو باتوں کا ذکر کررہے ہیں۔

ایک سانس میں کہتے ہیں۔ حکومت اور علماء کے درمیان آخری رات کسی فارمولے پر اتفاق نہیں ہوا تھا۔

دوسری سانس میں کہتے ہیں ایوان صدر سے آنے والے فارمولے کے مسودے اور پہلے مسودے میں جو وہ لے کر ایوان صدر گئے ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کے برعکس چوہدری شجاعت حسین نے گول مول انداز میں کہا ہے الفاظ میں تبدیلی تو ہوئی۔ مگر مفہوم تبدیل نہیں کیا گیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر بہ قول طارق عظیم علماء اور حکومتی وفد کے درمیان کسی فارمولے یا تجویز پر اتفاق نہیں تھا تو ایوان صدر سے منظوری لینے کا سوال کیوں پیدا ہوا؟۔ اصولی طور پر حکومتی وفد اور علماء کے درمیان بنیادی امور میں اتفاق رائے کے بعد ہی ایوان صدر سے منظوری لینے کا مرحلہ آ سکتا تھا۔ پھر یہ کہنا کہ ایوان صدر سے آنے والے مسودے میں پہلے مسودے کے الفاظ تبدیل ضرور ہوئے۔ مگر مفہوم نہیں بدلا گیا۔ منطقی اعتبار سے درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے۔ اگر مفہوم نہیں بدلنا تھا تو الفاظ بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟۔ عام عقل وفہم رکھنے والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی مسودے میں الفاظ بدلنے کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب اس کے مفہوم میں تبدیلی مقصود ہوتا ہے۔ یہ سوال بھی اپنی جگہ ہے کہ اگر واقعتاً مفہوم میں تبدیلی لانا مقصود نہیں تھا تو ایسے حالات میں جب کہ سینکڑوں بے گناہ لوگوں کی جانیں داؤ پر لگی ہوئی تھیں۔ الفاظ میں تبدیلی پر اصرار کیوں کیا گیا اور انس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ اگر الفاظ کی تبدیلی مفہوم میں تبدیلی کی نیت سے نہیں تھی تو ایوان صدر سے واپسی پر حکما یہ کہنے کا مطلب کیا تھا کہ اب اس مسودے میں ایک لفظ بھی تبدیل نہیں ہوگا۔ یہ رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کہ آخری رات کے مذاکرات حکومت میں موجود ایسے لوگوں کی جانب سے تصادم روکنے کی ایک آخری کوشش کے طور پر وقوع پذیر ہوئے۔ جو دونوں طرف خون مسلم بہتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ اور شاید اس پشیمانی سے بچنا چاہتے تھے۔ جواب ہمیشہ انہیں کچوکے لگاتی رہے گی۔ ثابت کیا ہوا یہ کہ بیچارے ان لوگوں کے پاس ایک نقطہ ایک شوشا، بدلنے کا اختیار بھی نہیں تھا۔ Forces کے نقطۂ نظر سے یہ ایک سموک بم تھا۔ جو لال مسجد کے خلاف آخری آپریشن سے پہلے پھٹا اور Forces نے اس سے جو کام لینا تھا لیا اور لے رہی ہے۔

آپریشن ہوا سو ہوا۔ مگر اب جنرل پرویز مشرف جو کچھ کر رہے ہیں یہ گویا ان لوگوں کے زخموں پر نمک پاشی ہے۔ جو مرنے والوں سے اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ مرنے والوں کی صحیح تعداد کو چھپایا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ، لاپتہ افراد کو تلاش کرنے کے لئے حکم پر حکم صادر کر رہی ہے۔ مگر اب جو لوگ زمین کے نیچے چھپ گئے ہیں یا چھپا دیئے گئے ہیں۔ عدالتی حکم سے ان کو کیسے واپس لایا جاسکے گا؟ ان کا مقدمہ کہاں دائر ہوگا؟ ان کا مقدمہ کون سنے گا؟ ان کا فیصلہ کب ہوگا؟ سوالوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ (بشکریہ نوائے وقت ۲۲ جولائی ۲۰۰۷ء سنڈے میگزین)

مفتی زین العابدین کے چھوٹے بھائی کا انتقال

حضرت مولانا مفتی زین العابدین نور اللہ مرقدہ کے برادر خورد حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب بقضاء الٰہی انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کی نماز جنازہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب نے پڑھائی۔ جس میں علاقہ کے عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ مرحوم کو اپنے والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت مولانا حق نواز خالد صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مبلغ قاضی عبدالخالق صاحب و دیگر حضرات نے حضرت مولانا قاری سعید الدین نقشبندی صاحب سے تعزیت کی اور مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعاء کی۔

سانحہ لال مسجد!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

لال مسجد کا آپریشن تکمیل پذیر ہوا۔ لال مسجد کے نائب خطیب، جامعہ حفصہ کے نائب مہتمم مولانا عبدالرشید غازیؒ اپنی والدہ محترمہ، بھتیجے حسان اور کئی سو طلبہ وطالبات سمت شہید کر دیئے گئے۔ لال مسجد مسئلہ کو چھ ماہ سے حکمرانوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ طلبہ وطالبات کے قتل عام سے حکمرانوں کے کلیجے ٹھنڈے ہوگئے۔ حفاظ، قراء، حافظات، قاریات پر کلسٹر بموں، کلاشنکوفوں، گرنیڈوں سے ان کے پاکیزہ جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ شرم وحیاء سے عاری طبقہ نے ان معصوم صفت بچیوں کے جسموں کو کوئلہ کر دیا۔ کئی کئی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو بغیر غسل دیئے، کفن پہنائے بکسوں میں ڈال کر قبر بنائے بغیر زمین میں دفن کر دیا گیا۔

آپریشن مکمل ہونے کے دو روز بعد ذرائع ابلاغ کے لئے جامعہ حفصہ کو کھول دیا گیا۔ ذرائع ابلاغ کو ایسا صاف ستھرا انگل و پالش شدہ اسلحہ دکھلایا گیا جسے جامعہ حفصہ کے طلبہ وطالبات نے شوپیس کے طور پر اکٹھا کیا ہوا تھا۔ غازی برادران نے اتنی بڑی قربانی کیوں دی یا اتنا بڑا اقدام کیوں کیا۔ جن کی سزا کے لئے یہ معرکہ چایا گیا۔ ان پر لگائے گئے الزامات درج ذیل ہیں:

۱...... ۲۲رجنوری جامعہ حفصہ کی طالبات نے جامعہ سے متصل چلڈرن لائبریری پر قبضہ کرلیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ شہید کی جانے والی مساجد دوبارہ تعمیر کی جائیں۔

۲...... ۱۳رفروری کو سرکاری حکام لائبریری پر قبضہ ختم کرانے کے لئے منہدم کی گئی ایک مسجد دوبارہ تعمیر کرانے کے لئے رضامند ہوگئے۔ لیکن دکھلانے کے لئے صرف بنیادیں بھر کر تعمیر چھوڑ دی گئی۔

۳...... ۲۷رمارچ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے طلبہ وطالبات نے بدکاری کے الزام میں ایک خاتون اور اس کی بہو کو لے آئے اور انہیں توبہ کرانے کے بعد بغیر کسی تشدد کے رہا کر دیا۔

۴...... ۳۰رمارچ جامعہ کے طلبہ نے سی ڈیز کا کاروبار کرنے والوں کو متنبہ کیا کہ وہ بے حیائی، عریانی، فحاشی کے اس کاروبار کو چھوڑ کر کوئی اور کام کریں۔ چنانچہ اس سے متاثر ہوکر ایک سی ڈی سنٹر کے مالک نے پندرہ لاکھ روپے کی سیڈیاں جلا دیں۔

۵...... ۶راپریل لال مسجد کی انتظامیہ نے شرعی عدالت کے قیام کا اعلان کر دیا۔

۶...... ۹راپریل جامعہ کی شرعی عدالت نے وفاقی وزیر نیلوفر بختیار کو غیر محرم اور غیر مسلم مرد کے ساتھ جمپنگ کرنے کے جرم میں اس کے خلاف فتویٰ دے دیا۔

۷...... ۹راپریل حکومت نے لال مسجد کی ویب سائٹ اور ایف۔ ایم۔ ریڈیو بند کر دیا۔

۸...... ۱۸ر مئی جامعہ فریدیہ کے ۱۸ طلبہ کرام کو گرفتار کرنے پر جامعہ فریدیہ کے طلبہ نے ۴۷ پولیس والوں کو اپنی تحویل میں لے لیا اور مذاکرات کے بعد طلبہ کے تبادلہ میں چھوڑ دیا۔

۹...... ۲۰ر مئی حکمران لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین نے لال مسجد انتظامیہ سے مذاکرات کئے۔ جس میں مساجد کی تعمیر کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن نادیدنی قوتوں نے یہ معاہدہ ناکام کرادیا۔ (بقول ڈاکٹر اسرار احمد وہ قوت جنرل پرویز مشرف تھے)

۱۰...... ۲۳ر جون جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے طلبہ وطالبات نے ایک مخلوط مساج سنٹر پر چھاپہ مار کر سات چینی باشندوں سمیت ۹ر افراد کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مساج سنٹر میں برہنہ کر کے عورتوں اور مردوں کی مالش کی جاتی تھی جس سے بے حیائی پھیل رہی تھی۔ طلبہ وطالبات نے انتہائی پیار ومحبت کے ساتھ یہ کاروبار بند کرنے کی ترغیب دی اور پکڑے ہوئے مردوں اور عورتوں کو بحفاظت سنٹر واپس پہنچادیا گیا۔

۱۱...... ۳ر جولائی کو سیکورٹی فورسز نے بھاری اسلحہ سمیت جامعہ حفصہ اور لال مسجد کو محاصرہ میں لے لیا اور G-6 کے علاقہ میں کرفیو نافذ کر دیا۔

۱۲...... ۷ر جولائی جنرل پرویز مشرف نے بلوچستان میں سیلاب زدگان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لال مسجد والے باہر آجائیں۔ ورنہ مارے جائیں گے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حکمران لیگ کے عمائدین کے غازی عبدالرشید شہید سے کئی گھنٹے تک مذاکرات ہوئے۔ مصالحتی فارمولہ طے ہوگیا۔ مولانا عبدالرشید غازی اپنے رفقاء سمیت اپنے آپ کو سپرد کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن ایوان صدر نے اس فارمولا کو مسترد کر دیا اور آخری آپریشن کر کے مولانا غازی سمیت پندرہ سو کے قریب طلبہ وطالبات کو شہید کر دیا گیا۔ اور یوں پانی، بجلی، گیس، خورد ونوش بند کر کے انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کر کے ایک اور کربلا قائم کر دی۔

مملکت خداداد میں خطرناک ڈاکوؤں، ملک کے باغیوں، فوج اور پولیس کے قاتلوں اور ہائی جیکروں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا گیا۔ بلکہ ان میں بعض کو اعلیٰ عہدوں سے نوازا گیا۔ غازی عبدالرشید بہت مضبوب اعصاب کا مالک تھا کہ مسلسل ۷۶ر گھنٹے گولیوں کی زد میں رہ کر اس کی زبان میں لکنت اور پاؤں میں ڈگمگاہٹ نہ ہوئی اور اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کی۔

۱۳...... ۱۲ر جولائی کو غازی عبدالرشید کو ان کے والد کے قائم کردہ جامعہ عبدالرشید غازی روجھان میں امانتاً سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ میں سخت گرمی کے باوجود ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ ان واقعات سے پورا ملک سوگوار ہے۔ جبکہ حکمرانوں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹیں ہیں۔ یہ سانحہ ''روشن خیال'' حکمرانوں کے چہروں پر بدنما داغ ہے جس کی سزا اگر دنیا میں نہ ملی تو آخرت کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ سانحہ لال مسجد اپنے پیچھے بہت سے سوالات چھوڑ گیا۔ کس سے منصفی کی درخواست کی جائے۔ کس سے مطالبات کئے جائیں۔

سانحہ لال مسجد اور وفاق المدارس کا موقف!

(دفتر وفاق)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا ایک خصوصی وہنگامی اجلاس بسلسلہ ''سانحہ لال مسجد وجامعہ حفصہؓ اسلام آباد'' مورخہ ۲۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۰۷ء بوقت ۹:۰۰ بجے صبح جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی منعقد ہوا۔ جس میں اراکین عاملہ وفاق اور دیگر شخصیات نے شرکت فرمائی:

اجلاس میں درج ذیل فیصلے اتفاق رائے سے کئے گئے:

✪...... یہ ہنگامی اجلاس اسلام آباد کی لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کے خلاف حکومت کے مسلح آپریشن کی شدید مذمت کرتا ہے جس کے نتیجے میں حضرت مولانا عبدالرشید غازیؒ، ان کی والدہ محترمہؒ اور سینکڑوں طلبہ وطالبات شہید ہوئے۔

✪...... یہ اجلاس اس آپریشن کے دوران جاں بحق ہونے والے طلبہ وطالبات کی المناک موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لئے دعاگو ہے اور ان کے اہل خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

✪...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ یہ سمجھتی ہے کہ وفاق المدارس نے اس تنازعہ کے آغاز پر جس موقف کا اظہار کیا تھا وقت نے اسے درست ثابت کردیا ہے۔ وفاق نے یہ واضح کردیا تھا کہ یہ مسئلہ مذاکرات اور افہام وتفہیم کے ذریعہ حل کیا جانا ضروری ہے اور کسی فریق کی طرف سے بھی طاقت کا استعمال اور تشدد کا رویہ غلط ہوگا جو بہت سے شہریوں کی جانوں کے ضیاع کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وفاق المدارس کی اس اپیل پر کسی فریق نے بھی توجہ نہیں دی۔ اسلحہ اور طاقت کے بے جا استعمال نے پوری قوم کو کرب والم کے ایک نئے دور میں داخل کردیا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے راہنماؤں نے اس بحران کے پرامن حل اور سینکڑوں طالبات اور بچیوں کی جانیں بچانے کے لئے ۸؍جولائی کو جس مصالحتی عمل کا آغاز کیا تھا اسے آخری مرحلہ میں اچانک ناکام بنادیا گیا جو اس المیہ کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو ہے۔ مجلس عاملہ کی رائے ہے کہ صدر پرویز مشرف اس آپریشن کا قطعی فیصلہ کئی روز پہلے کر چکے تھے جس کا انہوں نے بلوچستان میں انتہائی رعونت آمیز انداز میں اعلان کردیا تھا کہ: ''لال مسجد والے باہر آجائیں ورنہ مار دیئے جائیں گے۔'' حالات کا تسلسل بتاتا ہے کہ اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وفاق المدارس کی مصالحتی کوششوں کو آخری مرحلہ میں جبکہ کم وبیش تمام امور پر اتفاق رائے ہوچکا تھا سبوتاژ کردیا گیا جس کی ذمہ داری سب سے زیادہ صدر پرویز مشرف پر عائد ہوتی ہے۔

✪...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ سمجھتی ہے کہ یہ صورتحال ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ میں مسلسل تاخیر، فحاشی کے فروغ، حدود شرعیہ میں غیرشرعی ترامیم، اسلام آباد میں مساجد کو گرائے جانے اور دینی اقدار وشعائر کے بارے میں حکومت کے مسلسل منفی اقدامات کے ردعمل کے طور پر پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے

حکومت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ان اسباب وعوامل کی طرف توجہ دے اور اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ، فحاشی کے سدباب اور اسلام آباد میں گرائی جانے والی مساجد کی فوری دوبارہ تعمیر کا اہتمام کرے۔

✿...... یہ اجلاس میڈیا کے اکثر حلقوں کے اس طرز عمل پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ لال مسجد کے آپریشن کے دوران تصویر کا صرف ایک رخ پیش کیا جارہا ہے اور حالات کے معروضی تناظر کو سامنے لانے کی بجائے صدر پرویز مشرف کی اس فرمائش پر عمل کیا جارہا ہے کہ اگر میڈیا لاشیں نہ دکھانے کا یقین دلائے تو وہ لال مسجد کے خلاف آپریشن کے لئے تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں ہماری شکایت اور تشویش کو ۱۲ مئی کے واقعات کے مقابلہ میں اسلام آباد کے سانحہ کے بارے میں میڈیا کے طرز عمل کو دیکھ کر بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ یہ اجلاس میڈیا کے ذمہ دار حضرات کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی فرد واحد کو خوش کرنے کی بجائے صحیح حالات کو ان کے اصل تناظر میں پیش کرنے کا راستہ اختیار کریں۔

✿...... یہ اجلاس جامعہ حفصہؓ کے آپریشن کی صورت حال کی آڑ میں وزیراعظم کی طرف سے ملک بھر کے دینی مدارس کے خلاف دھمکی آمیز بیان پر شدید احتجاج کرتا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام آباد کے مخصوص حالات کی آڑ میں پورے ملک میں دینی مدارس کے خلاف کسی نئی مہم کا آغاز کیا جارہا ہے۔ جس کی تائید ان اطلاعات سے بھی ہوتی ہے کہ کل سے ملک کے مختلف حصوں میں دینی مدارس کے از سرنو کوائف طلب کرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ دینی مدارس کے منتظمین کو ہراساں کیا جارہا ہے اور انہیں بلاوجہ پریشان کیا جارہا ہے۔

✿...... یہ اجلاس وزیراعظم کے اس دھمکی آمیز بیان کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ دینی مدارس کی آزادی، خودمختاری اور جداگانہ تعلیمی تشخص کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اجلاس ملک بھر کے دینی مدارس سے اپیل کرتا ہے کہ وہ کسی پریشانی اور خوف میں مبتلا نہ ہوں اور پورے اعتماد اور حوصلے کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس اس امر کی یاددہانی ضروری سمجھتا ہے کہ باہمی طے شدہ فیصلے کے مطابق کسی بھی دینی مدرسہ کے بارے میں اگر حکومت کو کوائف مطلوب ہیں تو وہ متعلقہ وفاق سے رجوع کرے اور براہ راست مدرسہ سے کوائف طلب نہ کرے۔

✿...... یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد سے سرکاری فورسز کو فوری طور پر ہٹایا جائے اور معمول کی تعلیمی سرگرمیوں میں حائل تمام رکاوٹوں کو ختم کر کے اساتذہ اور طلبہ کو آزادی کے ساتھ اپنا کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ نیز یہ اجلاس خبردار کرتا ہے کہ جامعہ حفصہ ایک دینی درس گاہ ہے۔ جس کے منتظمینؒ کی کسی غلطی کی سزا مدرسہ کو دینے کی بات قبول نہیں کی جائے گی اور جامعہ حفصہ کی جگہ کوئی اور ادارہ تعمیر کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کی شدید مخالفت کی جائے گی۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایک تعلیمی ادارہ کے طور پر جامعہ حفصہ کی حیثیت بحال کر کے وہاں معمول کی تعلیمی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

✿...... یہ اجلاس لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے آپریشن میں طوالت کے حوالہ سے ان اطلاعات کو

تشویش ناک قرار دیتا ہے کہ یہ وقفہ وہاں سے لاشوں کو غائب کرنے اور وہاں اسلحہ ودیگر معاملات کے حوالے سے اپنی مرضی کا ماحول قائم کرنے کے لئے کیا جارہا ہے۔ تاکہ دنیا کے سامنے حکومت کی مرضی کے مطابق اس کی تصویر پیش کی جاسکے۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ لاشوں اور زخمیوں کے بارے میں غیر جانبدار حلقوں کی تصدیق کے ساتھ صحیح کوائف قوم کے سامنے لائے جائیں۔ کیونکہ مسلمہ طور پر غیر جانبدار حلقوں کی تصدیق کے بغیر حکومت کے یکطرفہ اعلانات اور اعداد وشمار کو اس سلسلہ میں قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ اجلاس اس المناک سانحہ کے سلسلہ میں قوم کے جذبات سے پوری طرح آگاہ اور اس سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں ۱۳؍جولائی کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے گا۔ علمائے کرام، خطبات جمعہ میں لال مسجد کے خلاف مسلح آپریشن کی مخالفت کریں گے اور مختلف طبقات پرامن طور پر قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کریں گے۔ جبکہ ملک کے اہم شہروں میں وفاق المدارس کے تحت تحفظ مدارس دینیہ کنونشن مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق منعقد کئے جائیں گے:

16...... جولائی بروز پیر...... لاہور
19...... جولائی بروز جمعرات...... اسلام آباد
26...... جولائی بروز جمعرات...... پشاور
2...... اگست بروز جمعرات...... کراچی
9...... اگست بروز جمعرات...... کوئٹہ

ان کنونشنوں سے اکابر علمائے کرام اور زعماء خطاب کریں گے اور دینی مدارس کی آزادی، خودمختاری اور جداگانہ تشخص کی جدوجہد کے سلسلہ میں اہم اعلانات کئے جائیں گے۔ مجلس عاملہ کی طرف سے پورے ملک میں وفاق المدارس کے اراکین عاملہ اور مسئولین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ فوری طور پر ذمہ دار حضرات کے اجلاس طلب کر کے ۱۳؍جولائی ۲۰۰۷ء کے یوم احتجاج اور مذکورہ بالا کنونشنوں کے پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے لائحہ عمل طے کریں اور اس کا اہتمام کریں۔

ختم نبوت کانفرنس ژوب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 19؍جون جامع مسجد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مقامی امیر الحاج جناب شیخ غلام حیدر نے کی۔ جب کہ جامع مسجد کے خطیب مولانا اللہ داد کاکڑ کانفرنس کے اختتام تک کانفرنس کی سرپرستی ونگرانی کرتے رہے۔ کانفرنس سے مولانا عبدالکریم ندیم خان پور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد یوسف نقشبندی نے خطاب کیا۔ محمد سلیم نے نعت پیش کی۔ کانفرنس میں حکومت برطانیہ کی طرف سے ملعون رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے کے خلاف بھرپور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ یہ خطاب واپس لے کر مسلمانوں میں پائے جانے والے غم وغصہ کو دور کرے۔ کانفرنس کے انتظامات حاجی محمد عمر اور ان کے رفقاء نے سرانجام دیئے۔ نیز مہمانان گرامی کا ژوب سے پندرہ کلومیٹر پہلے استقبال کیا گیا۔ 20؍جون کو مولانا عبدالکریم ندیم اپنے رفقاء کے ساتھ ڈیرہ اسماعیل خان کے راستہ سے خان پور کی طرف روانہ ہوئے۔ جبکہ دیگر علماء کرام کا قافلہ مولانا عبدالواحد کی قیادت میں کوئٹہ روانہ ہوا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی جامعہ حفصہ کے سانحہ پر

پریس کانفرنس!

اسلام آباد جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر حکومت کی طرف سے طاقت کا استعمال انتہائی مذموم ہے۔ جو فوجی حکام کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے۔ مذاکرات کامیاب ہونے کے بعد اچانک کیسے ناکام ہوگئے۔ اس بارے میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی سربراہی میں پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں درج ذیل علماء شریک ہوئے: شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا مفتی محمد جامعۃ الرشید کراچی، مولانا قاری سعید الرحمان، مولانا حکیم محمد مظہر مہتمم اشرف المدارس کراچی، مولانا مفتی عبدالحمید جامعہ اشرف المدارس، مولانا امداد اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، قاضی عبدالرشید مہتمم جامعہ فاروقیہ، مولانا ظہور احمد علوی جامعہ محمدیہ اسلام آباد، ودیگر علماء کرام۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک اعلامیہ کی صورت میں اپنے اس واضح موقف کا اعلان کر دیا تھا کہ جہاں تک لال مسجد اور جامعہ حفصہ اسلام آباد کے منتظمین کے مطالبات کا تعلق ہے ہم ان کی مکمل تائید کرتے ہیں کہ ملک میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔ حدود آرڈیننس میں کی گئی غیر شرعی ترامیم واپس لی جائیں، فحاشی اور بے حیائی کے مراکز کو فی الفور بند کیا جائے اور اسلام آباد میں گرائی جانے والی مساجد کو بلا تاخیر دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ البتہ ان مطالبات کو منوانے کے لئے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے منتظمین نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے وہ درست نہیں ہے اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نزدیک جدوجہد کا کوئی بھی ایسا طریقہ جس میں ہتھیار اٹھانے، قانون کو ہاتھ میں لینے اور حکومت وقت کے ساتھ براہ راست محاذ آرائی کی شکل اختیار کی گئی ہو۔ درست طرز عمل نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وفاق نے اپنے اعلامیہ میں جہاں لال مسجد کی انتظامیہ سے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کی اپیل کی تھی۔ وہاں حکومت پاکستان پر بھی زور دیا تھا کہ وہ ان اسباب کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ جن کے ردعمل میں حالات یہاں تک پہنچے ہیں اور مسئلہ کو طاقت کے ذریعہ حل کرنے کی بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کرے۔ مگر انتہائی افسوس ہے کہ دونوں فریقوں نے اس اپیل پر کان نہیں دھرے اور جہاں لال مسجد کی انتظامیہ اپنے طریق کار پر اڑی رہی ہے۔ وہاں حکومت نے جائز مطالبات کو منظور کرنے میں کسی درجہ بھی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ ہی مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کرنے کی معقول صورت اختیار کی بلکہ طاقت کا وحشیانہ استعمال کر کے پورے ملک کو کرب وصدمہ سے دوچار کر دیا ہے۔

حالات کو اس سنگینی کی طرف جانے سے روکنے کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سربراہ

حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان اپنے رفقاء حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا ڈاکٹر عادل خان، مولانا حکیم محمد مظہر، مولانا مفتی محمد نعیم اور دیگر علماء کرام کے ہمراہ ۹ رجولائی کو اسلام آباد پہنچے۔ تاکہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف حکومتی آپریشن سے پیدا شدہ صورت حال پر حکومت سے بات چیت کی جاسکے اور مزید خونریزی کے امکانات کو روکتے ہوئے مسئلہ کے پرامن حل کا کوئی راستہ نکالا جاسکے۔

اس وفد نے پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین، وزیراعظم پاکستان جناب شوکت عزیز اور وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی۔ جب کہ اس گفتگو کے مختلف مراحل میں وفاقی وزراء جناب محمد علی درانی، جناب طارق عظیم، جناب نصیر خان اور انجینئر امیر مقام، کمانڈر خلیل بھی شریک رہے اور وزیراعظم کے ساتھ ملاقات میں تمام اہم امور پر اصولی اتفاق رائے ہوگیا۔ ان طویل مذاکرات کے دوران لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے منتظم مولانا عبدالرشید غازی سے بھی ٹیلی فون پر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی اور آخری مجلس میں مولانا عبدالرشید غازی کے اصرار پر ان کے نمائندہ کے طور پر مولانا فضل الرحمٰن خلیل کو بھی شامل کرلیا گیا۔ اس طویل گفتگو اور وزیراعظم کے ساتھ اتفاق رائے کے بعد اس کی تفصیلات طے کرنے کے لئے چوہدری شجاعت حسین، جناب محمد علی درانی، جناب اعجاز الحق اور جناب طارق عظیم کے ساتھ شام کو طویل ملاقات ہوئی اور ایک متفقہ فارمولا طے پایا۔ جسے فون پر مولانا عبدالرشید غازی کو بھی سنادیا گیا اور انہوں نے اس سے اتفاق کرلیا۔ یہ مصالحتی فارمولا جناب طارق عظیم اور مولانا زاہد الراشدی نے مشترکہ طور پر تحریر کیا۔ جس پر فریقین کے اتفاق کے بعد جب دستخط کرنے کا مرحلہ آیا تو چوہدری ڈجاعت حسین صاحب اور ان کے رفقاء نے کہا اس کی حتمی منظوری کے لئے اسے ایوان صدر لے جانا ضروری ہے۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کیونکہ اس مصالحتی فارمولے کو ان بنیادی نکات کی روشنی میں تحریر کیا گیا تھا جو آج ہی وزیراعظم کے ساتھ طویل مجلس میں اصولی طور پر طے کئے گئے تھے اور اب چوہدری شجاعت صاحب اور ان کے رفقاء کے اتفاق سے مشترکہ طور پر لکھے گئے تھے۔

بہرحال وہ حضرات ایوان صدر چلے گئے اور کم وبیش دو گھنٹے کے بعد واپس آئے تو ان کے پاس ایک نیا تحریر کردہ فارمولا تھا۔ جس میں سابقہ فارمولے کی بنیادی باتوں کو جن پر ہم نے عبدالرشید غازی کو بمشکل تیار کیا تھا۔ تبدیل کردیا گیا تھا اور انہوں نے آتے ہی یہ کہہ دیا کہ اب اس میں ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ یہ حتمی بات ہے جس کا ''ہاں'' یا ''ناں'' میں جواب مطلوب ہے اور ہمارے پاس اس مقصد کے لئے صرف نصف گھنٹہ ہے۔ اس کے بعد ہم اس کے لئے مزید وقت نہیں دے سکتے۔ یہ نیا فارمولا مولانا عبدالرشید غازی کو فون پر سنایا گیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ جس کے بعد اب مزید کوئی بات جاری رہنے کا امکان نہیں تھا۔ اس لئے علماء کی جو مذاکراتی ٹیم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا زاہد الرشدی، مولانا ڈاکٹر عادل خان اور ان کے رفقاء پر مشتمل تیم جو شام چھ بجے سے لال مسجد کے قریب حکومت کے مقرر کردہ ٹاکنگ پوائنٹ پر موجود تھی۔ رات ڈھائی بجے مایوس ہوکر یہ کہتے ہوئے وہاں سے واپس آگئی کہ متفقہ بنیادی نکات تسلیم نہ کئے جانے کے باعث اس

نئے تحریر کردہ فارمولا کی بنیاد پر ہونے والے معاہدہ میں ہم کوئی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

متفقہ فارمولا کے جو نکات تبدیل کردیئے گئے وہ نکات درج ذیل ہیں:

☆...... متفقہ فارمولا میں تحریر تھا کہ مولانا عبدالرشید غازی کو ان کے خاندان اور ذاتی سامان سمیت ان کے گاؤں کے گھر میں بحفاظت منتقل کر دیا جائے گا۔ لیکن نئی تحریر میں جو الفاظ درج کئے گئے ان کا مطلب کسی ''گھر'' میں ان کی منتقلی اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کا تھا۔

☆...... متفقہ فارمولا میں یہ طے پا گیا تھا کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں موجود طلبہ اور دیگر افراد جو مولانا عبدالرشید غازی کے ہمراہ باہر آئیں گے۔ محفوظ مقام پر منتقل کرنے کے بعد ان کے معاملات کی انکوائری کی جائے گی اور جو افراد جامعہ حفصہ کا تنازعہ شروع ہونے سے قبل کسی کیس میں مطلوب نہیں ہوں گے۔ انہیں ان کے گھر بھجوا دیا جائے گا۔ جب کہ مطلوب افراد کے معاملات قانون کے مطابق عدالتوں کے ذریعہ کئے جائیں گے مگر نئے فارمولا میں اسے تبدیل کر دیا گیا۔

☆...... متفقہ فارمولا میں لکھا گیا تھا کہ مولانا عبدالرشید غازی کے الگ ہو جانے کے بعد لال مسجد کا انتظام محکمہ اوقاف اسلام آباد کے سپرد ہوگا اور جامعہ حفصہ فریدیہ کو وفاق المدارس کے کنٹرول میں دے دیا جائے گا اور جامعہ حفصہ فریدیہ سے متعلق قانونی معاملات اور لال مسجد کے انتظامی امور حکومت اور وفاق المدارس کے باہمی مشوروں سے طے ہوں گے۔ اس شق کو بھی تبدیل کر دیا گیا۔ جب کہ یہ امور ایسے تھے جو عبدالرشید غازی کی طرف سے بطور شرط پیش کئے گئے تھے اور انہیں اس پر اصرار تھا۔ چنانچہ بنیادی امور کی تبدیلی کے بعد، وہ مصالحتی فارمولا جو حکومت اور وفاق المدارس کی مشترکہ مذاکراتی ٹیم کے درمیان باہمی اتفاق رائے سے طے ہوا تھا باقی نہیں رہا۔ اس لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے وفد کے لئے اس معاملہ سے الگ ہو جانے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد جو صورتحال پیش آئی ہے وہ پوری قوم کے سامنے ہے اور ہم نے پورے حالات ترتیب کے ساتھ پیش کر دیئے ہیں تاکہ عوام یہ جان سکیں کہ مذاکرات کس وجہ سے ناکام ہوئے اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ حکومت نے آخری مرحلہ میں ڈیڈ لاک پیدا کر کے اور تبدیل شدہ فارمولا کا نصف گھنٹہ کے اندر ''ہاں'' یا ''ناں'' میں حتمی جواب دینے کا مطالبہ کر کے ہماری کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے اور ہم مزید خونریزی کو روکنے کے جس جذبہ کے تحت یہاں آئے تھے وہ جذبہ مزید صدمے اور رنج وغم میں بدل گیا ہے۔ ہم یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کے بلانے پر یہاں نہیں آئے۔ وفاق کی قیادت مزید خونریزی کو روکنے کے جذبہ کے تحت یہاں پہنچی تھی اور خود اپنے انتظامات کے ساتھ یہاں ٹھہری ہوئی تھی تاکہ بہت سی معصوم جانوں کو بچایا جا سکے۔

اس سلسلہ میں آئندہ لائحہ عمل کے تعین کے لئے وفاق المدارس پاکستان کے سربراہ مولانا سلیم اللہ خان نے مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس کل ۱۱ جولائی کو صبح دس بجے اسلام آباد میں طلب کر لیا ہے جس میں انشاء اللہ تبدیل شدہ صورت حال میں وفاق کا مؤقف اور پروگرام طے کیا جائے گا۔

سراجاً منیراً...... مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں!

خطاب: حضرت مولانا لال حسین اختر!

جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ کے آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کی منعقد ہونے والی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ’’لولاک‘‘ میں مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسینؒ اختر کی تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ چنانچہ شعبان المعظم سے اس کار خیر کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا کی کوئی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ تقریر کسی کے پاس ہو تو ارسال فرماکر ممنون فرمائیں تاکہ اسے لولاک کے اوراق کی زینت بنایا جاسکے۔ ادارہ

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیتیں تلاوت کیں۔

’’یا ایها النبی انا ارسلنك شاهداً ومبشراً ونذیراً۰ وداعیاً الی الله باذنه وسراجا منیراً (احزاب:۴۶،۴۵)‘‘ ﴿اے نبی ہم نے تم کو بھیجا گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا۔ اللہ کی طرف اس کے حکم سے چمکتا ہوا چراغ۔﴾

لفظ ’’سراجاً منیراً‘‘ کی تفسیر میں حضرت تھانویؒ اور بہت سے حضرات نے روشنی دینے والا سورج ہی مراد لیا ہے۔ اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کی حسی دلیل دی ہے۔ حسی دلیل وہ ہوتی ہے جس کو ہم محسوس کرسکیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ان الفاظ مبارکہ سے مندرجہ دس نکات ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ!

جیسے سورج اپنے محور پر گھومتا ہے اور جو راستہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے اس سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے راستے سے جو حضور ﷺ کے لئے مقرر کیا گیا تھا ذرہ بھر ادھر ادھر نہیں ہوئے۔ حضرات! دنیا میں جتنے بھی نقصانات ہمیں پہنچتے ہیں یہ سب علم نہ ہونے کی وجہ سے پہنچتے ہیں۔ مثلاً اگر علم ہو کہ اس کھانے سے پیٹ میں درد ہوگا تو کبھی نہ کھائے۔ فلاں چیز کے استعمال سے تکلیف ہوگی تو وہ کبھی استعمال نہ کرے۔ اس ریل یا بس کی ٹکر ہوگی اس پر کبھی سوار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو اس انداز سے پر رکھا کہ نہ اتنا اونچا بنایا کہ ساری دنیا سردی کی وجہ سے ختم ہو جائے اور نہ اتنا نیچے رکھا کہ دنیا جل کر تباہ ہو جائے۔ خدا کی یہی صفت بیان کی گئی ہے: ’’ذلك تقدیر العزیز العلیم‘‘ ﴿وہ ایک اندازہ ہے جو ایک غالب اور علیم کا ہے۔﴾

دوسرا نکتہ!

جیسے سورج سے روشنی جدا نہیں ہوتی یہ ناممکن ہے کہ سورج ہو اور روشنی نہ ہو۔ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ جس طرح سورج سے روشنی دور نہیں ہوتی اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے نور نبوت اور نور فطرت کبھی جدا نہیں ہوتا۔

نور فطرت عام ہے اور نور نبوت صرف انبیاء کے لئے خاص ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

تیسرا نکتہ!

جیسے سورج کے طلوع ہونے سے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے انبیاء سابقین کے دین منسوخ ہو گئے۔ ان میں روشنی باقی نہ رہی۔ اب قیامت تک حضور ﷺ کی روشنی ہے۔

چوتھا نکتہ!

دیکھنے کے لئے دو روشنیوں کی ضرورت ہے۔ ایک ظاہری آنکھ کی روشنی اور دوسری خارج کی روشنی۔ مثلاً آنکھ کی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے بھی انسان نہیں دیکھ سکتا اور اگر آنکھ کی روشنی موجود ہو لیکن باہر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہو تو تب بھی آنکھ کچھ نہیں دیکھ سکتی۔ اسی طرح سے حضور ﷺ کے نور نبوت سے وہ شخص ہی فیضیاب ہو سکتا ہے جس کی فطرتی روشنی ختم نہ ہو چکی ہو۔

جیسے سیدنا صدیق اکبرؓ سے کسی نے آ کر کہا کہ آپ کے دوست حضرت محمد ﷺ یہ کہتے ہیں کہ میں راتوں رات بیت المقدس گیا۔ پھر وہاں سے پہلے دوسرے غرضیکہ ساتوں آسمان اور ان سے اوپر عرش اور سدرۃ المنتہٰی اور جنت دوزخ کی سیر کی تو صدیق اکبرؓ نے فوراً یقین کر لیا۔ کیونکہ نور فطرت موجود تھا۔ لیکن اس کے برعکس کفار اپنے فطرتی نور کے فقدان کی وجہ سے اپنے کفر پر ڈٹے رہے اور معاذ اللہ حضور ﷺ کو برے سے برے لقبوں سے پکارنے لگے۔

دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے آدمی

حضور اکرم سرور کائنات دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ: ”قال النبی ﷺ مضغة فی الجسد اذا صلح صلح لجسد کله واذا فسد فسد الجسد کله الا وهی القلب“ ﴿کہ انسان کے جسم میں ایک ایسا گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے اور اس میں فساد پڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ فرمایا سنو! وہ دل ہے۔﴾

پانچواں نکتہ!

ہر چیز سورج سے اپنی خاصیت کے مطابق فیض حاصل کرتی ہے۔ مثلاً سورج کے سامنے مٹی اور موم کے دو گولے بنا کر رکھے جائیں تو مٹی کا گولہ سخت ہو گا اور موم کا نرم ہو گا۔ بالکل اسی طرح جب حضور ﷺ کے سامنے ابوبکر آئے تو صدیق اکبرؓ بن گئے۔ دل نرم بن گیا اور جب عمرو بن ہشام آیا تو ابوجہل بن گیا۔ اس کا دل سخت ہو گیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق فیض حاصل کیا۔

چھٹا نکتہ!

اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو صرف ''سراج'' نہیں فرمایا۔ بلکہ سراج کے ساتھ ساتھ ''منیر'' بھی ارشاد فرمادیا۔ یعنی نور دینے والا۔ نور کے معنی ہیں روشنی اور روشنی صفت ہے ذات نہیں۔ جیسے بجلی کی تاروں پر ٹیوب، لیمپ، بلب ان سب کی ذات لوہا، شیشہ، تاریں وغیرہ ہے۔ لیکن روشنی ان کی صفت ہے۔ آج کل بشر اور نور کا بڑا جھگڑا چلا ہے۔ کوئی کہتا ہے حضورﷺ صرف بشر تھے اور کوئی کہتا ہے صرف نور تھے۔ ہمارے علمائے دیوبند فرماتے ہیں یہ دونوں غلط ہیں۔ حضورﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے سید البشر تھے۔ جیسے حضور سرور کائناتﷺ نے فرمایا: ''انا سید ولد آدم'' میں اتمام بنی آدم کا سردار ہوں اور نور حضور کی صفت تھی۔ اس لئے حضور سید البشر بھی تھے اور نور بھی تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ، دنیا کے مادی سورج اور حضورﷺ کے نور نبوت والے سورج کا مقابلہ کرتے ہوئے۔ (ان اشعار میں فرماتی ہیں)

لنا شمش وللآ فاق شمس، وشمسی تطلع بعد العشاء

اور میں نے بغداد میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر یہ شعر لکھا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً علی الافق العلی لا تغرب

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بغداد شریف والے پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ مادی سورج اور ہمارے سورج (حضورﷺ کی نبوت کے سورج) میں زمین وآسمان سے زیادہ فرق ہے۔ مادی سورج غروب ہوجاتا ہے۔ اسے گرہن لگ جاتا ہے۔ اس کی روشنی کم ہوجاتی ہے۔ لیکن حضورﷺ کی نبوت کا سورج نہ کبھی غروب ہوگا۔ نہ کبھی اس کو گرہن لگے گا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی روشنی اور تابانی دنیا کو منور کرتی رہے گی۔

ساتواں نکتہ!

جیسے ہندوستان پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، فرانس، برطانیہ، یونان، امریکہ، چین، جاپان، ایشیاء اور یورپ، مشرق، مغرب، شمال، جنوب تمام دنیا کو روشنی دینے کے لئے ایک ہی سورج ہے۔ جس طرح ہماری دنیا کے لئے اس سورج کے بعد کوئی دوسرا سورج نہیں۔ اسی طرح حضور اکرمﷺ خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی ہمارے قلوب کو روشن کرنے کے لئے حضورﷺ کے بعد دوسرا کوئی نہیں۔

آٹھواں نکتہ!

جب حضورﷺ کی نبوت کا سورج دنیا میں چمک رہا ہے تو پھر ختم نبوت کے منکروں کو حضورﷺ کی نبوت کا یہ سورج کیوں نظر آتا؟۔ جواب یہ ہے کہ قانون قدرت کو دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں تو وہ تاب نہیں لاسکتی۔ جیسے الو اور چمگادڑ۔ جیسے الو اور چمگادڑ سورج

کی روشنی سے مستفیض نہیں ہو سکتے اسی طرح روحانی دنیا میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جن کی آنکھیں حضورﷺ کی نبوت کے سامنے نہیں کھلتیں۔ جیسے مرزائی اور بہائی۔

مثال یوں سمجھیں جیسے دن کا وقت ہو ابر یا بادل نہ ہوں۔ درختوں کا سایہ نہ ہو اور سورج چمک رہا ہو اور کوئی شخص موم بتی جلا کر اونٹ تلاش کرے تو جس طرح یہ شخص مادی دنیا میں احمق اور بے وقوف کہلائے گا اسی طرح روحانی دنیا میں حضورﷺ کی نبوت کے سورج کے سامنے کوئی شخص ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کی روشنی میں راہ حق تلاش کرے تو وہ بھی احمق اور بیوقوف کہلائے گا۔

نواں نکتہ!

جیسے سورج کی روشنی کے سامنے موم بتی، پری کین، لیمپ، گیس لیمپ اور ٹارچ کی کوئی وقعت نہیں۔ اسی طرح سرور کائناتﷺ کی نبوت کے بعد مدعیان نبوت کی کوئی ضرورت نہیں۔

دسواں نکتہ!

حضورﷺ سے پہلے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ورسول تشریف لائے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے رات کے وقت ہر گھر کے لئے ہر کمرے کے لئے ہر حجرے کے لئے ہر صحن کے لئے علیحدہ علیحدہ روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سے ہر قوم کے لئے، ہر خطے کے لئے، ہر ملک کے لئے اور ہر زمانے کے لئے علیحدہ علیحدہ نبی تشریف لائے۔ ان خطوں کو روشنی دینے کے لئے ہر طرف نبی آئے کیونکہ رات تھی۔ لیکن جب حضورﷺ کی نبوت کا سورج طلوع ہوا تو دنیا کو اور کسی روحانی روشنی کی اور کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اس لئے حضورﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کہ حضورﷺ سے فیض حاصل کر کے انسان نبی بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ دنیا میں ایسے بدبخت جاہل اور دھوکے باز ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ حضورﷺ سے فیض حاصل کر کے ہم نبی بن سکتے ہیں۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ مبارکہ یعنی ''سراجاً منیراً ''میں ان کی اس دھوکہ بازی کا قلع قمع کر دیا ہے۔ فرمایا دیکھو کہ ہماری دنیا کی تمام چیزیں سورج سے فیض حاصل کرتی ہیں۔ سورج کے دو فیض ہیں حرارت اور روشنی جیسے سورج سے روشنی حاصل کر کے کوئی چیز سورج نہیں بن سکتی۔ اسی طرح حضورﷺ سے فیض حاصل کر کے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔

حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ: ''اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم ''میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جس کی اتباع کرو گے۔ وہ تمہیں ہدایت تک پہنچا دیں گے اور تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ ستاروں کا کام یہ ہے کہ'' وبالنجم هم یهتدون ''اور صحابہ آسمان نبوت کے ستارے ہیں۔

جیسے دنیا کی تمام روشنیاں جمع ہو کر سورج کی روشنی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق، تمام نبیوں کے، مومن، تمام غوث، قطب، ابدال، تمام نبی، ملائکہ، ساری مخلوق خدا اکٹھی ہو جائے تو وہ درجہ میں حضورﷺ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مرزائی ہمارے ان دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ تو صرف یہ اعتراض

کر پاتے ہیں کہ سورج کے لئے ایک چاند کی ضرورت ہے اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ جواب یہ ہیں:

جواب: چاند کی روشنی اس وقت کام آتی ہے جب ظلمت ہو جب حضورﷺ کے سورج نے غروب ہی نہیں ہونا تو پھر چاند کی ضرورت نہیں۔

جواب: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد ماجد سے خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔ حضورﷺ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اے بیٹی پہلے حضورﷺ اور دوسرے خود حضرت صدیق اکبرؓ اور تیسرے حضرت عمر بن الخطابؓ اس لحاظ سے صرف تین ہی چاند تھے۔ مرزائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور شادی کریں گے اور میرے روضے میں دفن ہوں گے تو اس لحاظ سے یہ چوتھا چاند ہوا۔ دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زندگی میں تین چاند دفن ہونے تھے۔ اس لئے تین چاند دیکھئے۔ حضورﷺ چاند بھی ہیں اس لحاظ سے اللہ سے روشنی لیتے ہیں اور دنیا کو روشنی دیتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ!

---

۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء

اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ!

حافظ عبدالوھاب جالندھری!

گونجتے ہیں زمانے میں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہو جیسے ریاض رسول میں

عظمت رسول کا پاسبان، قرآن پاک کا ترجمان، نابغہ روزگار، مفکر مدبر، شعلہ بیاں مقرر، عوام کے دلوں پر راج کرنے والا، انگریز سامراج سے ٹکرانے والا، آزادی کا متوالا، تاجدار ختم نبوتﷺ کے ناموس کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والا، جسے دنیاوی جاہ وحشمت کی پرواہ نہ تھی۔ وہ تو فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور وہ قرآن پاک ہے اور ایک چیز سے نفرت کرتا ہوں وہ انگریز ہے۔ اسی لئے آغا شورش کاشمیریؒ نے ان کے بارے میں بیان کیا:

اک خورشید خطابت دوسرا شیر زماں
کانپتی ہے نام سے جن کے زمین قادیاں

ان کے قول وفعل میں یکسانیت تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کردار اور گفتار کے غازی تھے۔ کوئی سیاسی مفاد کوئی سیاسی مصلحت ان کے راستہ کی دیوار نہ بن سکی۔ 7 رستمبر 1974ء کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد میں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قبر مبارک پر وہ منظر دیکھا اور میرے دل نے یہ گواہی دی کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کی عملی صورت تھے۔

سابق انبیاء علیہم السلام اوران کی امتوں کی شہادت!

مولانا سیدنورالحسن شاہ بخاریؒ

پھر اس خیرامت کی اجماعی شہادت پر بس نہیں بلکہ اس مسئلہ عظیم پر کتب قدیمہ تورات، انجیل وغیرہ سے انبیاء سابقین علیہم السلام اوران کی امتوں کی پندرہ شہادتیں مع حوالہ ''ختم النبوۃ فی الآثار ''ص ۳۳ تا ۴۱ پر نقل کی گئی ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ چند ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

۱...... ''قال موسیٰ یارب انی اجد فی الالواح امۃ ہم الآخرین فی الخلق السابقون فی دخول الجنۃ رب اجعلہم امتی قال تلک امۃ محمد ﷺ (تفسیر ابن جریر طبری ودلائل النبوۃ محدث ابونعیم ص ۱٤) ''﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں الواح تورات میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے اوردخول جنت میں سب سے مقدم۔ اے میرے رب ان کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تو محمد ﷺ کی امت ہے۔﴾

۲...... حضرت کعبؓ احبار فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اوراس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اوروہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے۔ جب ان کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اورکہا:

''بیٹا تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔ مگر دو ورق ابھی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے۔ جن میں ایک نبی کا ذکر ہے۔ جن کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کردوں۔ کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اٹھے اورتم اس کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کردو اوران دونوں ورقوں کو میں نے اس طاق میں جسے تم دیکھ رہے ہو۔ گارے سے بند کردیا ہے۔ حضرت کعب احبارؓ نے (اس کا ایک طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ میں نے یہ دو ورق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے۔''

''محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ (رواہ ابونعیم، درمنثور ج۲ ص۱۲۲) ''

﴿محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اورسب انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۳...... حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اورابن مالک، شاہ روم (عیسائی) مقوقس کے یہاں پہنچے...... اس نے دین محمدی کے متعلق پوچھا۔ ہم نے کہا کہ ہم سے کسی نے بھی ان کی دعوت قبول نہیں کی۔ اگر تمام انسان بھی ان کے دین میں داخل ہوجائیں۔ تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سن کر مقوقس نے نفرت سے سر ہلا کر کہا۔ تم لہو ولعب میں ہو...... اوروہ (نبی کریم) اورحضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح ہیں۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے پاس سے (متاثر ہوکر) اٹھے اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا اور کوئی کلیسا (گرجا) نہیں چھوڑا جس میں جاکر میں نے وہاں کے قبطی اوررومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم

محمد ﷺ کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیہ ابی غنی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا۔ جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں پر دعاء پڑھانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ:

’’اخبرنی هل بقی احد من الانبیاء قال نعم وهو آخر الانبیاء قد امرنا عیسیٰ باتباعه وهو نبی الامی العربی اسمه احمد۰ لیس بالطویل ولا بالقصیر فی عینیه حمرة (رواه ابونعیم فی الدلائل ص۲۰،۲۱) ‘‘ ﴿مجھے بتاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی ہیں۔ اس نے کہا ہاں! اور وہی آخرالانبیاء ہیں ..... حضرت عیسیٰ نے ہمیں ان کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ وہ نبی امی عربی ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ نہ دراز قد ہیں نہ پست قد (بلکہ درمیانہ) ان کی آنکھوں میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت سے اوصاف بیان کئے)﴾

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں کے کلمات عموماً یادرکھے اور پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

۴..... امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم میں لکھا ہے:

’’انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتیٰ یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء (خصائص کبریٰ للسیوطی ج۱ ص۹) ‘‘ ﴿آپ کی اولاد میں قبائل اور قبائل ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نبی امی آجائیں۔ جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔﴾

۵..... اور امام بیہقیؒ بروایت عمرو ابن الحکم نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباؤاجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا۔ جو جاہلیت میں نسلاً بعد نسلٍ وراثت میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی:

’’بسم الله وقوله الحق هذا الذکر لامة تاتی فی آخرالزمان یخوضون البحار الیٰ اعدائهم فیه الصلوٰة (خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶) ‘‘ ﴿اللہ کے نام پر شروع ہے اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی۔ وہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے اور ان میں نماز ہوگی۔﴾ جب یہ ورق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو سن کر آپ ﷺ خوش ہوئے۔

۶..... اور زید ابن عمرو ابن نفیل جو علمائے اہل کتاب میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے وفات پاگئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حالات وصفات بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ:

’’میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا اور یہود ونصاریٰ اور مجوسی میں جس کسی سے پوچھتا

تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں۔ ’’ویقولون لم یبق نبی غیرہ ‘‘اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔‘‘ (خصائص کبریٰ ج۱ص۲۵)

۷…… امام حدیث بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم اور خرائطی خلیفہ ابن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن محمد ابن عبدی ابن ربیعہ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے خود اپنے والد سے دریافت کی۔ انہوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:

’’قبیلہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے۔ جن میں ایک میں تھا اور دوسرے سفیان ابن مجاشہ، ابن آدم اور تیسرے یزید ابن عمرو بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ ابن مالک بن خندوف۔ جب ہم ملک شام میں پہنچے تو ایک تالاب پر اترے۔ جس کے کنارے پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟۔‘‘

ہم نے کہا: ’’کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔‘‘

اس نے کہا: ’’تمہارے قبیلہ میں عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تم ان کی طرف جلد پہنچو اور اپنا حصہ دین ان سے لو۔ تم ہدایت پاؤ گے۔ فانہ خاتم النبیین! کیونکہ وہ آخری نبی ہے۔‘‘

ہم نے پوچھا کہ: ’’ان کا نام کیا ہے؟۔‘‘

انہوں نے محمد ﷺ بتایا۔

جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ہم میں سے ایک نے اپنے لڑکے کا نام اسی طرح پر محمد رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں۔ (خصائص کبریٰ ج۱ص۲۳)

۸…… ابن سعد محمد ابن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی:

’’انی ابعث من ذریتك ملوکاً وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی …… ھو خاتم الانبیاء واسمہ احمد (خصائص کبریٰ ج۱ ص۹)‘‘ ﴿میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا۔ یہاں تک کہ حرم والے نبی مبعوث ہوں …… وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔﴾

ایک فوق العادت واقعہ مردہ کی شہادت

اس سلسلہ میں ایک حیرت انگیز اور سبق آموز واقعہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ:

’’زید ابن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے بازاروں میں پیدل چل رہے تھے کہ یکا یک زمین پر گر پڑے اور فوراً وفات پا گئے۔ انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے اٹھایا اور گھر لائے

اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا۔ گھر میں کچھ انصار عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے۔ اس طرح پر جب مغرب وعشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی گئی کہ چپ رہو! چپ رہو!'' لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے۔ جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا۔ اس وقت دیکھا کہ زید ابن خارجہؓ کی زبان سے کہنے والا یہ کہتا ہے کہ'' محمد رسول الله البنی الامی خاتم النبیین لا نبی بعده کان ذلك فی الکتاب الاوّل صدقها صدقها '' یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں۔ جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ یہ مضمون کتاب الاوّل یعنی توریت وانجیل وغیرہ میں موجود ہے۔ سچ کہا سچ کہا! (ختم نبوت فی الآثار)

جنگلی جانوروں کی شہادت

یہاں ایک اور بصیرت آموز اور عبرت انگیز واقعہ بھی سن لیجئے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بیہقی، طبرانی، اوسط طبرانی، صغیر، ابن عدی، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر، خصائص کبریٰ، سیوطی ج۲ ص۶۵ میں ایک روایت منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہا جب تک یہ گوہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے میں آپ ﷺ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ آپ ﷺ نے گوہ سے خطاب فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟۔ گوہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سنتی تھی کہا:'' لبیك وسعدیك یا رسول الله رب العالمین '' یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کی اطاعت کرتی ہوں۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:'' فمن انا قال انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین '' میں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

الغرض ختم نبوت ایک ایسا مہتم بالشان مسئلہ اور اسلام کا اصل الاصول ہے کہ آنحضرت سید المرسلین ﷺ کے ساتھ دوسرے انبیاء ورسل علیہ السلام اور خیر امت کے ساتھ سابقہ اقوام وامم اور زندوں کے ساتھ مردوں اور صاحب نطق وبیان انسانوں کے ساتھ بے زبان حیوانوں نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ اسلام اور ایمان کے بنیادی مسائل وعقائد میں کوئی مسئلہ اور عقیدہ اس قدر زیادہ ظاہر وباہر زیادہ واضح ومبرہن زیادہ روشن وتابناک اور زیادہ اجماعی اور متفق علیہ نہیں جس قدر مسئلہ ختم نبوت!

اب ایک ایسے مسئلہ کا جس کا اقرار جنگل کی گوہوں تک کو ہے۔ جب قادیان کے متنبی نے انکار کیا تو انہوں نے کئی پینترے بدلے۔ کئی جھوٹ بولے۔ کئی پاپڑ بیلے۔ مگر جب کامیابی کی کوئی صورت بنتی نظر نہ آئی تو آخری حربہ ظل اور بروز کا اختیار کیا۔ جو بظاہر نظر فریب اور زہر برنگ تریاق ہے اور بہت سے کم نظر اور سادہ وبے خبر مسلمان اس کا شکار ہوکر متاع ایمان لٹا چکے ہیں۔ اس لئے ہم پھر کبھی اس مسئلہ کو ہر پہلو سے مفصل زیر بحث لاکر اس کا بطلان اظہر من الشمس کرنے کی سعی کریں گے۔

وما توفیقی الا باالله العلی العظیم!

شب برأت کی فضیلت!

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

شعبان کی پندرھویں رات یعنی چودہ پندرہ تاریخوں کی درمیانی رات ایک مبارک رات ہے۔ اس رات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ عبادتوں کا بہت ثواب ملتا ہے اور گناہوں سے مجرموں کو بری کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ رات شب برات (گناہوں سے بری ہونے کی رات) ہے۔ یہ غروب آفتاب سے صبح صادق تک ہے۔

فضائل

۱...... اس رات حق تعالیٰ شانہ کی توجہات عالیہ اس نیچے والے آسمان پر نازل فرما ہوتی ہیں۔(ترمذی)

۲...... اس رات ہر شخص کی باقی عمر جس قدر رزق اس کو ملنا ہے اور جس کو حج کی توفیق دینا ہے لکھا جاتا ہے۔(ابن ابی الدنیا ماثبت بالسنۃ) یعنی علم ازلی سے فرشتوں کے لئے نوشتہ تیار ہوتا ہے۔

۳...... اس رات ملک الموت کو فہرست مل جاتی ہے کہ اس سال میں فلاں فلاں کی روحیں فلاں وقت پر قبض کرنا ہے۔(حوالہ بالا)

۴...... اس رات عرب کے سب سے بڑے قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے۔(ترمذی) ان لوگوں کو جو بالکل دوزخ کے مستحق تھے۔(زرین جمع الفوائد)

۵...... اس رات تمام مخلوق کی بخشش کی جاتی ہے۔ سوائے مشرک اور باہمی کینہ کے (ابن ماجہ، احمد طبرانی، ابن حبان وترغیب) سوائے رشتہ داری قطع کرنے والے شلوار وتہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچا کرنے والے مرد، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کے (بیہقی، ترغیب وترہیب) سوائے ظلماً محصول لینے والے۔ جادو کرنے والے۔ غیب کی باتیں بیان کرے والے...... (مثلاً فال نجوم، رمل، ناجائز عملیات وحاضرات والے) عریف (یعنی ہاتھوں کے خطوط یا دوسرے قیافہ وآثار سے آگے کے حالات بتانے والے) ڈھول وغیرہ بجانے والے۔ چوسر وغیرہ کھیلنے والے اور طنبور وغیرہ باجے بجانے والے لوگوں کے (ماثبت بالسنہ)

۶...... اس رات مغفرت کی دعاء مانگنے والوں کی مغفرت اور رحم کی دعاء کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے۔(بیہقی وترغیب)

۷...... اس رات غروب آفتاب کے بعد ہی حق تعالیٰ نیچے کے آسمان پر تجلی فرماتے ہیں اور منادی فرماتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ ہم اس کو بخشش دیں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اس کو رزق دیں۔ ہے کوئی بلا ومصیبت کا گرفتار دعاء کرنے والا کہ ہم اس کو مصیبت سے نجات دیں اور صبح صادق تک یہ ندائے قدسی جاری رہتی ہے۔(ابن ماجہ)

۸...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس شب میں حضورﷺ نے تہجد کی نماز میں اس قدر لمبا سجدہ کیا کہ مجھے خطرہ ہوگیا کہ کہیں حضورﷺ کی روح مبارک تو پرواز نہیں کرگئی۔ آپﷺ کے انگوٹھے کو حرکت دی۔ آپﷺ نے ہلایا تو اطمینان ہوا۔ (بیہقی وترغیب)

۹...... حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک شب درمیان شب میں حضورﷺ کو نہ پایا میں تلاش میں نکلی تو آپ جنت البقیع (قبرستان) میں تھے۔ فرمایا جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا آج شعبان کی پندرہویں شب ہے۔ حق تعالیٰ سوائے فلاں فلاں کے بہت کی مغفرت فرماویں گے۔ (بیہقی وترغیب) جس کی تفصیل نمبر۴،۵ میں ہے۔

۱۰...... حضرت علیؓ حضورﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب نصف شعبان (۱۵) کی رات آئے تو رات کو جاگو اور نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ حق تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد سے ہی نیچے کے آسمان پر تجلی فرماتے ہیں اور عام ندا دیتے ہیں۔ جو نمبر ۷ میں گزری (ابن ماجہ)

۱۱...... حضرت اسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر روزے آپ شعبان کے مہینہ میں رکھتے ہیں۔ اس قدر کسی مہینہ میں نہیں رکھتے۔ ارشاد فرمایا کہ رجب و رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں رب العالمین کی طرف سے سب کے عمل بلند کئے جاتے ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے وقت بلند کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (نسائی، جمع الفوائد)

اعمال

۱...... غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک تمام رات جاگ کر عبادتیں کرنا، نمازیں پڑھنا، تلاوت کرنا، ذکر کرنا بحکم حدیث نمبر۱۰، ۸ عشاء وفجر جماعت سے پڑھنے میں بھی شب بیداری کا کچھ ثواب مل جاتا ہے۔ کم سے کم یہ تو ضرور ہی ہو۔

۲...... مغفرت، رحم، رزق، عافیت اور دنیا وآخرت کی بھلائیوں کی خوب خوب دعائیں مانگنا، گناہوں سے توبہ کرنا بحکم حدیث نمبر۶، ۷ اپنے والدین، اعزہ، احباب اور سب مسلمانوں کے لئے دعاء کرنا۔

۳...... ۱۵ رشعبان کا روزہ رکھنا بحکم حدیث نمبر۱۰ پہلے اور پیچھے بھی روزے بحکم حدیث نمبر۱۱۔

۴...... بعض علماء نے بحکم حدیث نمبر۹ قبرستان میں جانا بھی سنت قرار دیا ہے۔ مگر حدیثوں میں خصوصیت سے اس شب میں بار بار یا ہمیشہ حضورﷺ کا تشریف لے جانا مذکور نہیں۔ بلکہ وقتاً فوقتاً کا معمول شریف ہے جس میں یہ وقت بھی ہے۔ اس لئے اس کو سنت کہنا درست نہیں۔ ہاں! گاہ گاہ دعائے مغفرت وعبرت کے لئے جائز ضرور ہے۔

۵...... یہ رات مبارک اور مقبولیت کی رات ہے۔ تجلی اور توجہات عالیہ کی رات ہے۔ جس قدر اہتمام سے ہوسکے رو، رو کے، گڑگڑا کے، تمام گناہوں سے بالکل سچی پکی توبہ کی جائے۔ خصوصاً ان تمام گناہوں سے جن کی نحوستیں اس عام بخشش میں بھی رکاوٹ پیدا کررہی ہیں۔ جن کا بیان حدیث نمبر۵ میں گزر چکا ہے۔ تاکہ

شب برأت ہمارے لئے واقعی شب برأت (گناہوں) سے بری ہونے کی رات بن جائے اور اس وقت کے عام رحم وکرم سے ہم لوگ محروم نہ رہ جائیں۔ ایک رات کوئی بڑی بات نہیں۔ وقت نہ کھوئیں اور ایسے انعامات سے خالی نہ رہیں۔ اوّل تو موت کا اعتبار ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں۔ پھر آج کل کے زمانہ میں ہارٹ فیل اور ہوائی جہاز، موٹر سائیکل بس سائیکل وغیرہ کے تصادم (ایکسیڈنٹ) نے تو اس کو بالکل آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کر دیا ہے۔

طریق کار

اوّل چند اصول کار پر غور فرمائیے:

پہلا اصول!

سب جانتے ہیں کہ ہر کام اس وقت تک ہی پسندیدہ کام شمار ہوتا ہے جب تک وہ قاعدہ اور اصول سے انجام پاتا رہے۔ طریقہ بدلا اور کام ختم۔ بلکہ بعض دفعہ الٹا نقصان بن جاتا ہے۔ لقمہ منہ کے بجائے ناک میں، شلوار ہاتھوں میں اور قمیض لاتوں میں جس طرح برے ہیں اسی طرح عبادات بھی بے طریقہ عبادت نہیں بری بات یا خطرناک بات بن کر رہ جاتی ہے۔ نماز پاک جگہ پر پاک بدن باوضو روبقبلہ عبادت ہے۔ قصداً بے وضو یا پشت بقبلہ یا بے پاکی کے توہین اور کفر ہے۔

دوسرا اصول!

یہ بھی غور کر لینے کا ہے کہ عبادت کو کسی گناہ سے مخلوط کرنا اس کی توہین اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے غذا کو گندگی یا ناپاکی میں مخلوط کرنا۔ اس کو غذا ہونے سے نکال کر پھینک دینے کے قابل بنا دیتا ہے۔ اسی لئے حرام پر بسم اللہ پڑھنا، باجوں کے ساتھ قرآن شریف یا نعت پڑھنا کفر ہے۔ بلکہ جیسے غذا کو پاک مگر غیر غذا سے مخلوط کر دینا مٹی وغیرہ لگ جانا اس کو ناقابل قبول بنا دیتا ہے۔ اسی طرح عبادت کو غیر عبادت سے مخلوط کرنا اس کو ناقابل قبول بنا دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ غذا کھائیں اور مٹی کی وجہ سے پیچش ہو کر مضر بن جائے۔

تیسرا اصول!

یہ بھی ذہن میں رکھنے کا ہے کہ ہر کام اور ہر شخص کی عزت واحترام اور عظمت اس کی شان کی عمدگی سے ہوتی ہے۔ اس سے گھٹیا دوسرے کی شان وعظمت کے طریقہ سے اس کی عظمت نہیں ذلت ہوتی ہے۔ مرد کو چوڑیاں، بالیاں، نیکلس، بازوبند، گوٹے لچکے کے کپڑے پہنانا، مہندی لگانا اس کی عزت نہیں ذلت اور مذاق اڑانا ہے۔ عورت کو مردانہ بنانا عیب ہے۔ جانوروں کو شلوار قمیض، صافہ، جوتہ اور انسانوں کے ساز لگانا بے عزتی ہے اور مضحکہ خیزی ہے۔ ایسے ہی مسلمان کو کافروں کی سی باتیں استعمال کرنا وضع قطع بود وباش رہن سہن بھی جرم اور عبادت میں تو توہین ہے یہ عزت نہیں ذلت ہے۔

چوتھا اصول!

یہ بھی خیال کی گہرائی میں پیوست رہنا ضروری ہے کہ ہر ملک ہر قوم ہر برادری ہر خاندان بلکہ ہر متنفس اپنے دشمن اور مخالفوں کے طور طریق وضع قطع اور ان جیسی باتیں پیدا کرنے والے سے نفرت کرتا ہے اور ایسے

برخوردار عزیز اور دوستوں کو اس سے روکتا ہے اور نہ رکنے پر ان کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا حال ہے۔ اگر دشمنانِ خدا اور رسول، کفار کی سی باتیں کرنے لگیں گے تو قابل نفرت خدا اور رسول بن جائیں گے۔ خصوصاً اگر عبادتوں میں بھی ان کا سا کوئی رنگ پیدا کر لیں گے اور عجب نہیں کہ توہین عبادت بن کر بجائے ثواب کے عذاب کا ذریعہ ہو جائے۔

پانچواں اصول!

یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جس طرح ہر حکومت اور قانونی ادارہ میں یہ فعل فرد جرم میں داخل ہے کہ غیر قانون کو قانون کی حیثیت دی جائے یا قانون کو غیر قانون کی، اور صرف اپنی پسند کی باتوں کو فرائض کی جگہ دی جائے اور فرائض کو معمولی یا جیسے باپ کے ساتھ اولاد کا سا ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ کا اور اولاد کے ساتھ باپ کا سا برتاؤ تعظیم وتکریم کا معیوب اور بجائے قابل ستائش ہونے کے قابل نفرین اور جرم بن جاتا ہے۔ اسی طرح عبادات یعنی کار ثواب کاموں میں سے وہ کام جن کو خدا اور رسول نے کار ثواب نہیں بتایا۔ خود کار ثواب اور عبادت قرار دینا یا جس کو فرائض عبدیت میں داخل نہیں کیا ہے۔ اس کو فرائض میں داخل کرنا یا لازم کر لینا پسندیدہ کام نہیں ایک جرم ہے اور مقابلہ بلکہ تنقیص وتوہین کہ یہ باتیں کار ثواب اور فرائض بنانے کی تھیں۔ آپ نے نہیں بنائیں تو ہم اس غلطی کا تدارک کر رہے ہیں۔ اسی طرح جس کام کو حضور ﷺ نے عام رکھا ہے کہ جب چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں کریں۔ اس میں دن تاریخ اور کسی خاص صورت کو مقرر کرنا حضور ﷺ کی مخالفت اور مقابلہ ہے۔ العیاذ باللہ!

چھٹا اصول!

یہ بھی پیش نظر رہے کہ اسلام اور کل اسلام خصوصاً عبادات میں اصل جوہر خلوص واخلاص ہے۔ اسلام نمود ونمائش اور شو کو سخت نفرت سے دیکھتا ہے۔ حرام قرار دیتا ہے کہ بجائے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے اس کی عاجز مخلوق کی خوشنودی کو مقصود عبادت بنا کر ایک قسم کا شرک کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ریا کو حدیث پاک میں شرک خفی قرار دیا گیا ہے۔ آج کل یہ بات وبائے عام کی طرح پھیل رہی ہے کہ نمود ونمائش شور شغب بھیڑ بھڑ کا جس کام میں ہو وہ پسند کیا جاتا ہے اور محض خلوص دل اور خلوص نیت سے جو کام ہو وہ پسند نہیں۔ یعنی فرض کو ناپسند اور حرام کو پسند کیا جا رہا ہے۔ جدید طور طریق میں شو ہی شو پسند ہے۔ چاہے اندر خاک ہو۔ اگر زمانہ کی اس غلط روش کا اثر عبادات میں داخل ہوتا رہا تو آپ خود غور کر کے دیکھ لیں کہ پھر وہ عبادت عبادت نہ رہی ایک حرام ریاکاری بن گئی۔ خدا کی پرستش کی جگہ شرک خفی کا خطرناک جرم ہو گئی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس کو عبادت سمجھتے رہیں اور یہ ہمارے نامہ اعمال میں سخت ترین گناہ کی فرد میں داخل ہو۔ ان سب اصولوں پر آپ خوب غور وخوض کر لیں یہ عقل ونقل کے بالکل مطابق ہیں۔ ان اصول کے موافق اگر آپ نے اس مبارک رات میں حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کے مطابق عمل کیا تو آپ نے اس دولت کو حاصل کر لیا ورنہ ایسا نہ ہو کہ محنت برباد گناہ لازم کا معاملہ ہو جائے۔ لہٰذا! اعمال شب برأت کا طریق کار یہ ہے کہ مندرجہ بالا اعمال ان اصول کے دائرہ میں انجام دیے جائیں۔ ان اصول سے ذرا ہٹ جانا عبادت میں نقص پیدا کرنا یا بالکل بے فائدہ یا اور جرم اور گناہ بنا دینا ہوگا۔ بلکہ انہی اصول پر تمام اعمال کو پرکھ کر دیکھ لیا جائے تاکہ وہ بھی عمل کہلا سکیں جرم نہ بن جائیں۔

آہ! حضرت مولانا مفتی غلام قادرؒ

حضرت مولانا اللہ وسایا

۲۹ رجولائی ۲۰۰۷ء کو برمنگھم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۲۲ ویں سالانہ ختم نبوت یورپ کی تیاریوں کے لئے ان دنوں فقیر، یو، کے، کے سفر پر ہے۔ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں زیر تعلیم عزیزی القدر حافظ محمد انس نے لندن میں فون کے ذریعہ افسوس ناک یہ اطلاع دی کہ ۴ رجولائی ۲۰۰۷ء کو حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحبؒ وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا مفتی قادرؒ جامعہ خیرالعلوم خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاول پور کے بانی، شیخ الحدیث، مفتی، متبحر عالم دین، نامور مذہبی شخصیت اور وفاق المدارس پاکستان کے ممتاز رہنما تھے۔

۲۵ جولائی ۱۹۲۰ء کو خیرپور ٹامیوالی میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث شریف کیا۔ مفتی صاحب اس وقت اسی نوے کے پیٹے میں ہوں گے۔ آپ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے ابتدائی فضلا میں سے تھے۔ حضرت مولانا خیرمحمد جالندھریؒ کے آپ ممتاز شاگرد تھے اور اپنے استاذ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا خیرمحمد صاحبؒ کو اہتمام کا مجدد کہا جاتا ہے۔ حضرت مولانا غلام قادرؒ بھی اہتمام وانتظام کے ماہر تھے۔ مولانا خیرمحمد صاحبؒ متبحر عالم دین اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ مولانا غلام قادرؒ بھی ایسے ہی تھے۔ مولانا خیرمحمد صاحبؒ نے جامعہ خیرالمدارس کی بنیاد رکھی اور اسے بام عروج ملا۔ مولانا مفتی غلام قادرؒ نے جامعہ خیرالعلوم کی بنیاد رکھی اور عروج کی بلندیوں پر لے گئے اور تو چھوڑیئے مولانا غلام قادرؒ، قد کاٹھ، وضع قطع، چال ڈھال میں بھی اپنے استاذ محترم کی ٹوکاپی تھے۔

مفتی غلام قادر صاحبؒ نے جس زمانہ میں دورہ حدیث شریف کیا اس زمانہ میں ریاست بہاول پور (جس میں بہاول پور، بہاول نگر، رحیم یارخان کے اضلاع شامل تھے) میں جامعہ عباسیہ کے نام پر یونیورسٹی قائم تھی۔ اس یونیورسٹی کے تحت میں ان تینوں اضلاع میں مدارس تھے۔ جنہیں رفیق العلماء، فاضل، کہا جاتا تھا۔ رفیق العلماء کو آپ ہائی سکول اور فاضل کو آپ انٹر کالج سمجھ سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں جامعہ عباسیہ اور اس کے ماتحت مدارس عربیہ کے نصاب میں دینی ودنیاوی علوم شامل تھے۔ علماء اور ٹیچر، مدرسین کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ مفتی غلام قادر صاحبؒ نے خیرالعلوم کے نام پر مدرسہ قائم کیا۔ جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی شاہراہوں پر تیز رفتاری کی دھوم مچادی۔ خیرالعلوم کو ہائی سکول تک لے گئے اور اسے جامعہ عباسیہ کے ساتھ ملحق کرلیا۔ نصاب جامعہ عباسیہ کا پڑھایا جاتا۔ پنجاب یونیورسٹی میں مولوی عالم اور مولوی فاضل کی ڈگری ملتی تھی تو جامعہ عباسیہ کی ڈگری کو ثالثہ عالم اور ثالثہ فاضل کی ڈگری کہا جاتا تھا۔ ثالثہ فاضل پاس کرنے کے بعد طالب علم جامعہ عباسیہ میں داخل ہوتا اور دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم حاصل کرتا تو آخری علامہ کی ڈگری ملتی تھی جو ایم اے کے برابر ہوتی تھی۔ آپ دن بھر جامعہ عباسیہ کا نصاب پڑھاتے۔ لیکن غریب طلباء کے لئے آپ نے خیرالعلوم کے تحت ہوسٹل کا فری انتظام کیا۔ ان طلباء کو سول کے امتحان کے دنوں کے علاوہ رات کو بقیہ درس نظامی کی کتب جو جامعہ عباسیہ کے نصاب میں شامل نہ تھیں

پڑھائی جاتیں۔ غرض دینی و دنیاوی تعلیم، نصاب عباسی و درس نظامی کا آپ نے حسین امتزاج قائم کر دیا اور اسے بڑی خوبی کے ساتھ چلایا۔

مدرسہ عثمانیہ پہلی راجن میں مولانا سید محمد علی شاہ صاحب، سعید پور نہڑ والی میں مولانا سید سعید الحسن کے والد صاحب جنہیں ''حضرت صاحب'' کہا جاتا تھا (اصل نام یاد نہیں آ رہا) نے بھی اور دیگر حضرات نے بھی ایسا سلسلہ نصاب قائم کیا اور غریب طلباء کے لئے فری ہوسٹل کا انتظام بھی کیا ہوا تھا اور پوری ریاست میں ایسے مدارس کا جال بچھا ہوا تھا۔ لیکن دیانتداری کی بات ہے کہ سب سے زیادہ عروج و شہرت جس ادارہ کو نصیب ہوئی اور جو آج تک بھی قائم ہے۔ وہ مولانا مفتی غلام قادر صاحبؒ کا قائم کردہ ادارہ خیر العلوم ہے۔ تب اس زمانہ میں جامعہ عباسیہ کے تحت چلنے والے مدارس عربیہ میں دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اور جامعہ عباسیہ کے فضلاء (علامہ) زیادہ تر مدرس ہوتے تھے۔

ویسے ریاست بہاول پور میں ان مدارس میں مدرس کے لئے دارالعلوم دیوبند، جامعہ امینیہ دہلی، علی گڑھ، مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فضلاء کو سرکاری ملازمت ملتی تھی اور ان جامعات کے فارغ التحصیل حضرات کے لئے ''فضلاء خمسہ'' کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ یعنی متذکرہ پانچ مدارس و جامعات میں سے کسی کا فارغ التحصیل ہوتو سرکاری ملازمت کا ریاست بہاول پور میں اسے اہل سمجھا جاتا تھا۔

ون یونٹ کے اختتام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ون یونٹ کے بعد جامعہ عباسیہ اور اس کے ماتحت مدارس عربیہ میں یہ نصاب رہا۔ لیکن آہستہ آہستہ دینی تعلیم کی جگہ دنیاوی تعلیم کا غلبہ ہونے لگا۔ بھٹو صاحب کے عہد کے اقتدار میں جامعہ عباسیہ کو ختم کر کے جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کا نام دیا گیا تو ان تمام مدارس کو مڈل اور ہائی سکول قرار دیا گیا۔ اب دینی تعلیم کی جگہ مکمل تعلیم سکولوں اور کالجوں کی ہے۔ نام اسلامیہ یونیورسٹی ہے۔ لیکن نصاب باقی یونیورسٹیوں جیسا ہے۔ بہاول ریاست کے نیک دل حکمرانوں کی دینی تعلیم سے متعلق تمام جدوجہد کو خاک میں ملا دیا گیا اور انگریزی تعلیم کے اونٹ نے ان مدارس کے خیموں میں مکمل جگہ پر قبضہ کر کے دینی تعلیم کو خیمہ بدر کر دیا۔

مولانا مفتی غلام قادر صاحبؒ خیر العلوم ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ سکول مکمل طور پر قومی تحویل میں لیا گیا۔ آپ مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائرڈ ہوئے تو خیر العلوم مدرسہ میں خالص درس نظامی کی تعلیم پر بھرپور توجہ دی۔ اب مدرسہ عربیہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی جامعہ خیر العلوم ہے۔ اس میں دورہ حدیث شریف کی تعلیم ہوتی ہے۔ مولانا مفتی غلام قادر صاحبؒ اس کے بانی سے شیخ الحدیث کے درجہ تک فائز رہے۔ آپ کے تمام رفقاء کو تو فقیر نہیں جانتا۔ لیکن مولانا غلام سرور مرحوم، مولانا علامہ سید نذر محمد شاہ صاحب ایسے حضرات سکول و مدرسہ میں آپ کے دست و بازو تھے اور غالباً یہ سب حضرات یا تو آپ کے ساتھی تھے یا شاگرد۔ غرض اپنی ٹیم بنائی اور بڑی کامیابی کے ساتھ اسے تعلیم کے میدان میں اتارا اور بڑی کامیابی سے فتوحات پر فتوحات حاصل کیں۔

مولانا مفتی غلام قادر صاحب مرحوم کی دیانتداری دیکھئے کہ خیر پور کی معروف دینی برادری جو علماء، فضلاء پر مشتمل تھی۔ یعنی سادات ہمدانیہ ان کو نہ صرف اپنے ساتھ رکھا۔ بلکہ ہمیشہ ان کو اہتمام پر سرفراز رکھا۔ یوں ان کے

تعاون وسرپرستی سے آگے بڑھتے چلے گئے اور کارواں کو منزل بمنزل کامیابی سے آگے بڑھاتے گئے۔

مولانا غلام قادر صاحبؒ پختہ رائے رکھتے تھے۔ منتظم مزاج تھے۔ دینی ودنیاوی علوم کو جانتے پہچانتے تھے۔ بڑے سے بڑا سیاستدان اس علاقہ میں سیاسی کامیابی کے لئے مفتی صاحب کے دروازہ کا پانی بھرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتا۔ جسے مناسب سمجھا اس کے ساتھ تعاون کا وعدہ کرلیا۔ جس کے ساتھ ہوگئے۔ وہ کامیاب ہوگیا۔ اس کی کامیابی مفتی صاحب کے تعاون کی مرحون منت ہوتی تو مفتی صاحب دینی اور دنیاوی معاملات میں غریب رفقاء کے لئے ان کو کلمہ خیر کہتے رہتے۔ جس کی سفارش جس سے کردی کبھی رائگاں نہ جاتی۔ یوں مفتی صاحب کی ذات گرامی اس علاقہ کے غریب عوام کے لئے سایہ رحمت تھی۔ مجھے ذاتی طور پر خود مفتی صاحب کی شخصیت کے احترام کی بلندیوں پر جھانکنے کا موقعہ ملا۔

نواز شریف صاحب کے دور اقتدار میں علاقہ کے زمیندار نے میری دو گائے چوری کرالیں۔ ان دنوں بہاول پور کے معروف سیاستدان تسنیم نواز گردیزی وفاقی وزیر تھے۔ ان کا ایک عزیز رسہ گیر زمیندار کا حمایتی تھا۔ میری کوئی پیش نہ جانے دیتا۔ زمیندار نے اسے شیشہ میں اتارا ہوا تھا۔ میں جس آفیسر کو مل کر آتا اگلے دن وہ ملتا۔ تسنیم نواز کا نام استعمال کرتا اور پیش رفت کو بریک لگ جاتی۔ مجھے بھنک پڑی کہ مولانا مفتی غلام قادر صاحب کے تسنیم نواز سے مراسم ہیں۔ خیر پور گیا۔ مفتی صاحب نے تسنیم نواز کو فون کیا۔ وہ بہاول پور گھر آئے ہوئے تھے۔ اگلے دن ملاقات کا وقت طے ہوا۔

مفتی صاحب بہاول پور تشریف لائے۔ مجھے ساتھ لیا اور تسنیم نواز صاحب گردیزی کے گھر گئے۔ اس کا میٹنگ ہال علاقہ بھر کے زمینداروں سے اٹا ہوا تھا۔ تسنیم نواز صاحب نے مفتی صاحب کے تشریف لانے کا سنا باہر آکر استقبال کیا۔ کمرہ خاص میں لے گیا۔ علیک سلیک، خیر خیریت کے تبادلہ کے بعد تشریف آوری کی وجہ دریافت کی۔ مفتی صاحب نے فقیر کا تعارف کرایا اور چوری کی تفصیلات بیان کرنے کا مجھے ارشاد فرمایا۔ میں نے تفصیل سے صورت حال عرض کی۔ اس دوران جتنا وقت بھی گذرا تسنیم نواز کے چہرے پر شکن تو درکنار انہوں نے کروٹ تک مفتی صاحب کے احترام میں نہیں بدلی۔ ان کے جس عزیز پر چور کی طرف داری کرنے کا الزام لگایا اسے بلایا اور دوحرفی تاکید کی اور کہا کہ یہ مولوی صاحب ہمارے مفتی صاحب کے تعلق دار ہیں۔ آئندہ شکایت نہ آئے۔ چور کی امداد کی بجائے چوری برآمد ہونی چاہئے اور پھر ایس، پی کو فون کیا کہ چوری برآمد کرائیں۔ آئندہ یہ مولوی صاحب یہ شکایت لے کر میرے پاس نہ آئیں۔

فون رکھا اور مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اتنے کام کے لئے خود تکلیف نہ کیا کریں۔ مجھے فون کردیا کریں یا وزٹنگ کارڈ دے دیا کریں۔ انشاء اللہ تعمیل ارشاد ہوگی اور پھر دروازہ تک چھوڑنے کے لئے آئے۔ اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سیاسی، اقتداری حلقوں میں آپ کا کتنا احترام تھا۔

مفتی صاحب کے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت امیر شریعتؒ، حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت جالندھری صاحبؒ، حضرت بہاولپوریؒ، حضرت مولانا لال حسین اختر صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ سے

احترام ومحبت کے تعلقات تھے۔ اپنے جامعہ کے سالانہ جلسہ پر ان حضرات کو اور ان حضرات کے پسماندگان کو ہمیشہ بلانے کی روایت پر بڑی استقامت ومداومت کے عمل کو جاری رکھا۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں شہداء مسجد لاہور کے ایک اجلاس میں وفد سمیت تشریف لائے۔ علماء کی ملکی سطح پر جب کوئی اہم میٹنگ ہوتی اس میں ان کی تشریف آوری کو ضروری سمجھا جاتا۔ جب بھی نمائندگی کی ضرورت ہوتی۔ بہاول پور ڈویژن کے علماء کی نمائندگی ان کی شرکت کے بغیر ادھوری سمجھی جاتی۔ تنظیم اہل سنت کی مرکزی شوریٰ کے رکن تھے۔ وفاق المدارس، خیر المدارس اور دیگر مدارس کی شوریٰ کے رکن تھے۔ آپ کے بلا مبالغہ سینکڑوں علماء شاگرد ہوں گے۔

مائل بہ پستی متوسط قد، مائل بہ سفیدی گندمی رنگ، ورلی چھدرک داڑھی، ہلکا بدن، چہرہ پر علم کی متانت، میانہ روی پر کلہ والی دستار آپ کی پہچان تھی۔ بہت ہی بخت ور انسان تھے۔ مٹی کو ہاتھ ڈالتے قدرت سونا بنا دیتی۔ جہاں رہے ہمیشہ ممتاز رہے۔ ہنس مکھ، معاملہ فہم طبیعت تھی۔ بات ستھری کہنے کے عادی تھے۔ دل کے صاف اور منکر المزاج تھے۔ ہر چھوٹے بڑے کو اس کے مقام کے مطابق احترام دیتے۔ اس لئے ہر حلقہ میں ان کا احترام کیا جاتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ بانی رہنما حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ حبیب الرحمٰن جالندھریؒ جو حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے فرزند نسبتی بھی تھے۔ انہوں نے بھی خیر العلوم میں آپ کے ہاں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ بیعت کا تعلق غالباً حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تھا۔ اب حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کو اس تعلق خاطر کی بنیاد پر ہمیشہ جامعہ خیر العلوم کے سالانہ اجلاس پر دعوت دیتے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے احترام میں پیش پیش رہتے۔ جب حضرت مدظلہ ان کے جامعہ میں تشریف لاتے تو ان کی عید ہو جاتی۔ خوشی سے ان کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ ملک کے نامور مفتیان میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ فقہی جزئیات پر مکمل دسترس تھی۔ آپ کے فتاویٰ جات کو علمی اور سرکاری حلقوں میں وقیع جانا جاتا تھا۔

وہ اس دنیا سے کیا گئے عمل وفضل کا ایک روشن ودرخشندہ ستارہ روپوش ہوگیا۔ اکابر کی روایات کی چلتی پھرتی تصویر آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ ۴؍جولائی ۲۰۰۷ء کو انتقال ہوا۔ ۵؍جولائی جمعرات کو صبح جنازہ ہوا۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رکین اور جامعہ باب العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے پڑھایا۔ تاریخ کا ایک باب سمٹ گیا۔ ان کی صالح عالم دین اولاد، سینکڑوں شاگرد، حلقہ احباب، جامع مسجد اور جامعہ خیر العلوم ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بہاروں کو قیامت کی صبح تک تازہ دم اور مہکتا رکھیں۔ وما ذالك على الله بعزيز!

حق تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے وافر حصہ نصیب ہو۔ ان کی وفات بذات خود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ، پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمة خاتم النبيين!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس پشاور

جناب ظریف خان، جناب بخت زادہ صاحب کی دعوت پر گگہ ولہ کی مرکزی جامع مسجد تا نا زئی نزد حجرہ رحیم خان و جناب حافظ محمد عابد صاحب اور ان کے رفقاء کی دعوت پر جامع مسجد مولانا روح الامین اچینی میں جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کے تعاون سے علاقائی ناظمین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر نگرانی عظیم تبلیغی اجتماعات منعقد ہوئے۔ جن میں علاقہ کے علماء کرام اور کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

اجتماعات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، ناظم تبلیغ مولانا سید امام شاہ صاحب، ناظم مجلس مولانا نور الحق نور، حاجی نظام اللہ صاحب، عنایت گل صاحب نے صوبائی مجلس کی نمائندگی کی۔ مقامی علماء کرام اور ناظمین مجلس کے افتتاحی خطاب کے بعد جناب مولانا سید امام شاہ صاحب کا خطاب ہوا اور آخر میں جناب مفتی صاحب امیر مجلس نے مفصل خطاب فرمایا۔ اپنے بیانات میں انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرح دین اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ ختم نبوت پر قرآن کی ایک سو آیات مبارکہ اور احادیث طیبہ کے ذخیرہ میں دو سو دس احادیث موجود ہیں اور بذات خود اس سلسلہ میں فخر کائنات حضرت آمنہ کے لعل ہمارے آقا رسول مدنی ﷺ کا عمل اس طرح موجود ہے کہ جب یمن میں اسود عنسی لعین نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت فیروز دیلمیؓ نے آقا مدنی ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے سفر کر کے یمن جا کر اسود عنسی کو جہنم رسید کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اطلاع پر آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ''فاز فیروز '' فرمایا۔ (فیروز کامیاب ہوگیا) اور یہ ایک ایسی جامع دلیل ختم نبوت پر ہے جس کے بعد منکرین ختم نبوت کا کسی اور دلیل کا طلب کرنا ہی ان کے کفر کے لئے کافی ہے۔ رسول عربی ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں امت مسلمہ کا اجماع جھوٹے مدعی نبوت کذاب یمامہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرنے پر ہوا۔ جس میں بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جام شہادت نوش فرما کر قیامت تک آنے والی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنے عمل کے ذریعہ یہ پیغام دیا کہ ناموس رسالت اور تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت پڑے تو دور صدیق اکبرؓ میں ہماری قربانی کو مشعل راہ بنانا محشر میں رسول اکرم ﷺ کی قیادت میں ہم آپ کا استقبال کریں گے۔

قادیانیت کے کفر کے مقابل الحمد للہ! دور غلامی سے لے کر آج تک علماء کرام و مشائخ عظام کی قیادت میں اہل اسلام نے مثبت انداز میں جدوجہد کی ہے اور آج بھی اندرون اور بیرون ملک مرشد العلماء والصلحاء سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت میں تبلیغی جدوجہد جاری ہے۔ مجلس کے مبلغین علماء کرام تقریر اور تحریر کے ذریعہ یہ فریضہ بطریق

احسن ادا کر رہے ہیں۔ اجتماعات کے آخر میں عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے نوٹس لیں اور مسلمان بھائی علماء کرام کی قیادت میں قادیانی غیر مسلم گروہ کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ آخر میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر بڑی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا اور بعدازاں لکھہ ولہ میں مجلس کے دفتر کی افتتاحی تقریب ہوئی اور اچھنی اور ارمڑ میں مزید اجتماعات کا فیصلہ کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

کوئٹہ ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

قانون رسالت ﷺ میں ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی۔ ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو تباہ کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رہے گی۔ ان خیالات کا اظہار ملک کے ممتاز علماء اکرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام دوروزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس جامع مسجد مرکزی میں خطاب کے دوران کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، خطیب وادیب مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسین ناصر، صوبائی امیر مولانا عبدالواحد، مولانا نورالحق حقانی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا قاری محمد حنیف، مولانا محمد یوسف جلالپوری اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات میں قادیانیوں کی یہ کوشش ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ وہ دل سے اس بات کے خواہاں اور اس کو عملی شکل دینے کے لئے کوشاں ہیں کہ مسلمانوں پر عائد کئے گئے۔ دہشت گردی کے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سچ ثابت ہو جائیں۔ مساجد و مدارس کو دہشت گردی اور شدت پسندی کا اڈا ثابت کر دیا جائے۔ مسلم تنظیموں پر پابندیاں عائد کر دی جائیں اور قادیانیوں کو کھل کھیلنے اور ''جدید اسلام'' کے نام پر انہیں دنیا کو گمراہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ جائز وناجائز تمام ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کے ذریعہ اپنی غلط سوچ کو دنیا کے سامنے درست ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کی کھلی چھٹی چاہتے ہیں۔ دنیا قادیانیت کو اسلام باور کرنے سے انکار کر چکی ہے۔ مسلم ممالک قادیانیت کو ایک اسلام دشمن تحریک خیال کرتے ہیں۔ اسلام دشمن ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے قادیانیوں کے روابط کا پردہ چاک ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دینا جہاں مسلم عوام، علماء کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے۔ وہاں حکومت بھی اس سے بری الذمہ نہیں۔ حکومت پر سب سے بڑھ کر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمن قادیانی ٹولے کی سرگرمیوں کا مکمل سدباب کرے۔

پاکستانی سفارت خانے امریکہ، برطانیہ، کینڈا، جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں قادیانیوں کی پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی رپورٹس اور ان کی بنیاد پر سیاسی پناہ کے حصول کی قادیانی کوششوں کا سفارتی سطح پر سدباب کریں۔ پاکستانی سفارت خانوں کو چاہئے کہ وہ ان مغربی ممالک کی حکومتوں پر اصل صورتحال واضح کریں اور یہ

بتائیں کہ قادیانیوں کے تمام تر دعوے محض ڈھکوسلا ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ خطیب لبیب مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی میں ایم پی بھنڈارا کی طرف سے قانون توہین رسالت ﷺ میں ترمیم کے بل کو ایجنڈے پر لانا بھی آئین سے متصادم رویہ ہے۔ کیونکہ یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر بنا تھا اور قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ جس کے مطابق خلاف شریعت آئین سازی کی ممانعت کی گئی ہے اور طے ہوگیا کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ انہوں نے بل کی مخالفت کرنے والے اراکین اسمبلی کے کردار کو سراہا اور متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمان سمیت 31 اراکین اسمبلی جنہوں نے مرتد کی سزائے موت کا بل ایوان میں پیش کیا ہے کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ اسلامیان پاکستان کے متفقہ عقیدے اور فکر ونظر کی ترجمانی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت اسلامی قوانین واحکام کے عملی نفاذ کی مخلصانہ جدوجہد کرنے والوں کی تائید وحمایت کرے گی اور ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو تباہ کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رہے گی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں قادیانی آئین سے بغاوت پر مبنی طرز عمل اور اشتعال کارروائیوں کے فروغ کا سبب بن رہے ہیں۔ قادیانی آئین میں طے شدہ اپنی آئینی واسلامی حیثیت کو عملاً تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں اور مختلف بہانوں سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ مساجد کی شکل سے مشابہ قادیانی عبادت گاہیں، اسلامی علامات وشعائر کا بے دریغ استعمال رائے شماری اور ووٹرز لسٹوں میں بطور غیر مسلم اپنا اندراج نہ کروانا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر کہنا ایسی باتیں ہیں جو قادیانی عقیدے کا حصہ ہیں اور وہ انفرادی واجتماعی سطح پر اس کا مسلسل عملی اظہار بھی کررہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کا خون بے گناہی ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم استعمار اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھانے والے اور خون کی قربانی دینے والے تاریخ میں امر ہوگئے۔ جب کہ اس وقت تحریک کو ریاستی قوت وتشدد سے کچلنے والوں حکمران ذلیل ورسوا ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ 1953ء کی تحریک کے شہداء کے مقدس خون کے صدقے 1974ء میں لاہوری قادیانی، مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور 1984ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ نافذ ہوا۔ جب کہ موجودہ حکمران قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور قانون تحفظ ختم نبوت کو غیر مؤثر اور ختم کرنے کی خوفناک سازشوں میں مصروف ہیں۔

کانفرنس کے اختتام پر مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ملک میں اسلامی نظریاتی کانسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزاء نافذ کرے تاکہ ملک کا اسلامی نظریاتی تشخص برقرار رہے۔ دوسری قرارداد میں کہا گیا کہ یہ اجتماع اس امر کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مختلف ٹی وی چینلز پر دین بیزار سیکولر اور نام نہاد روشن خیال افراد کو پیش کیا جاتا ہے جو ٹیلی ویژن کی سکرین پر آکر اپنے تجدد پسندانہ افکار نئی نسل میں اسلام کے بنیادی اصولوں اور عقائد سے انحراف

و برگشتگی کا سبب بن رہے ہیں۔ ان میں ایک جاوید احمد غامدی ہیں۔ جن کے خیالات کو علماء نے اجماع امت سے متصادم قرار دیا ہے۔ اس لئے حکومت ایسے پروگراموں پر پابندی عائد کرے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی ختم کی جائے۔ ایک قرارداد میں متحدہ مجلس عمل اور ملک کی تمام دینی وسیاسی قوتوں سے پرزور اپیل کی گئی ہے کہ وہ آئین کی اسلامی دفعات کے تحفظ کے لئے بھی اپنا کردار ادا کریں اور تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ سمیت قوانین کو بچانے کے لئے جدوجہد کو بھی اپنی ترجیحات کا باضابطہ حصہ بنائیں۔ کانفرنس کی صدارت صوبائی امیر مولانا عبدالواحد اور مولانا نورالحق حقانی نے کی۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری عبداللہ منیر قاری عبدالرحیم رحیمی اور مولانا محمد یوسف جلالپوری نے انجام دیئے۔ ممتاز قاری محمد ابراہیم کانسی نے تلاوت قرآن پاک کی۔ جبکہ انقلابی شاعر احسان اللہ فاروقی اور محمد سلیم مہر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

رپورٹ سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس 25 رجادی الثانی 1428ھ مطابق 17 رجولائی 2007ء بروز اتوار دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور مولانا بشیر احمد نے کی۔

اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد یعقوب بدین، مولانا خان محمد جمالی تھرپارکر، مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا عبدالرشید غازی مظفرگڑھ، مولانا محمود احمد ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالستار تونسوی خوشاب، مولانا مفتی خالد میر اسلام آباد، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالخالق قاضی فیصل آباد، مولانا عبدالنعیم رحمانی شیخوپورہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا محمد قاسم لاہور، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد یوسف نقشبندی کوئٹہ سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس میں گذشتہ اجلاس کی کارروائی کی خواندگی قاضی احسان احمد نے کی اور گذشتہ اجلاس کے فیصلوں پر عملدرآمد پر اطمینان کا اظہار کیا اور آئندہ فیصلوں پر سختی سے عملدرآمد کی ہدایت کی گئی۔ اجلاس میں لال مسجد، جامعہ حفصہ اسلام آباد کے طلبہ وطالبات کے سینکڑوں کی تعداد میں قتل عام کی مذمت کی گئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی سابقہ حیثیت بحال کی جائے اور ان کا انتظام وفاق المدارس العربیہ کے سپرد کیا جائے۔ شہداء کی میتیں ورثاء کے سپرد کی جائیں۔ زخمیوں کا علاج سرکاری مصارف سے کیا جائے۔ شہداء اور زخمیوں کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے۔

اجلاس میں شہداء لال مسجد کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور شہداء کے رفع درجات اور زخمیوں کی صحت یابی کی دعاء کی گئی۔

اجلاس میں 29 رجولائی کو برمنگھم میں ہونے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کی دعاء کی گئی۔

سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس کے انتظامات کا بھی جائزہ لیا گیا اور مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو جنوبی پنجاب کے مدارس کے دورہ، مولانا غلام حسین جھنگ، ساہیوال، بہاولنگر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر کو سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے مدارس کے دورہ کی ہدایت کی گئی اور تمام مبلغین سے کہا گیا کہ وہ اپنے اپنے حلقوں سے زیادہ سے زیادہ طلبہ کرام کی شرکت کو یقینی بنائیں۔

کورس سے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، قاری غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا فقیر اللہ اختر سمیت کئی ایک اساتذہ کرام رد قادیانیت، رد عیسائیت، رد پرویزیت کے موضوع پر لیکچر دیں گے اور شرکاء کورس کو نوٹس تیار کروائیں گے اور دلائل وبراہین سے آراستہ کریں گے۔

اجلاس میں آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ کانفرنس یکم، ۲رنومبر کو ہوگی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جو مقررین وخطباء سے رابطہ کر کے ان کی شرکت کو یقینی بنائے گی۔ ملک کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ حکمرانوں کے غلط فیصلوں کی وجہ سے ملک عزیز خانہ جنگی کی طرف جارہا ہے۔ ہر طرف قتل وغارت گری، خودکش حملے، سیلاب کی وجہ سے تباہی حکمرانوں کی دین دشمنی کی وجہ سے ملک مختلف زمینی وآسمانی آفات کا شکار ہے۔ ان حالات میں حکمرانوں کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم اپنے گناہوں سے توبہ کر کے انابت ورجوع الیٰ اللہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ پاک ان آفات سے ملک کو بچائیں۔

آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر بارہ مطالعہ کے لئے تجویز کی گئی اور رجب وشعبان میں اس کے باب کا خلاصہ بھیجا جائے گا۔ اجلاس میں شہداء لال مسجد کے علاوہ، الحاج محمد زمان خاں اچکزئی کوئٹہ، حاجی خلیل الرحمٰن کوئٹہ کے بھائی حاجی انیس الرحمٰن، مفتی ظفر اقبال کہروڑپکا اور قاری زاہد اقبال چیچہ وطنی کے والد محترم، مولانا عبدالحئی جاپوریؒ، مولانا مفتی غلام قادر خیرپور ٹامیوالی، قاری محمد اختر پنجن کسانہ سمیت گذشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے عمائدین، جماعتی رفقاء کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ نیز ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعاء کی گئی۔

یونین کونسل ٹاؤن ون پشاور میں علماء کا اجلاس

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تبلیغی سرگرمیوں کو مزید وسعت دینے اور قادیانیت کے کفر اور ارتداد سے مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانے کی خاطر یونین کونسل ٹاؤن ون پشاور کے علماء کرام اور معززین کا ایک نمائندہ

اجلاس مجلس سرحد کے مرکز جامع مسجد قاسم علی خان میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس نگران ٹاؤن ون جناب تاج محمد صاحب کی خصوصی دعوت پر جناب مولانا سراج الاسلام کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت جناب مولانا میاں گل صاحب نے فرمائی۔ مولانا نور الحق نور ناظم مجلس سرحد نے محترم تاج محمد سے درخواست کی کہ وہ اجلاس کی غرض وغایت بیان فرماویں۔ جس پر انہوں نے مختصر الفاظ میں کہا کہ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ خاتم النبیین رسول مدنی ﷺ کے تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے چند رفقاء کو ساتھ لے کر آج کے اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے رابطہ مہم شروع کریں میں نے ان کے ارشاد کو ایک حکم سمجھ کر اپنے رفقاء کے ہمراہ اسے اہم دینی فرض سمجھتے ہوئے تعمیل کی کوشش کی اور آج آپ سب کو اس اجلاس میں دیکھ کر یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے بھی مجھ ناچیز کی درخواست قبول کر کے خاتم الانبیاء سید المرسلین شافع محشر محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنی عقیدت وعشق کا عملی ثبوت دیا اور مجھے یقین ہے ایسی نیک جذبہ کے ساتھ کاروان تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو کر کذاب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے غیر مسلم اقلیت مرتد ٹولے کا تعاقب کرتے ہوئے تاج وتخت ختم نبوت کی خاطر کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس تعارفی خطاب کے بعد امیر مجلس سرحد جناب مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا، قادیانیت اللہ تعالیٰ سے، خاتم النبیین محمد عربی ﷺ سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیت یہود اور نصاریٰ کا پیدا کردہ دشمن امت مسلمہ سازشی ٹولہ ہے۔ یہ شجر خبیثہ امت مسلمہ کی دینی حمیت وغیرت کو پاش پاش کرنے اور ان کے دلوں سے عشق رسول اللہ ﷺ اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے متحدہ ہندوستان میں انگریزوں نے کاشت کیا۔ جس کا تحریری اقرار خود مرزا قادیانی نے کیا ہے اور آج بھی مرزا کی حکومت برطانیہ کی حمایت میں اور جہاد کے خلاف لکھی گئی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے اور حکومت برطانیہ کی سرپرستی میں یہودیت اور نصرانیت کا یہ چربہ پروان چڑھا۔

اگر قیام پاکستان کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ اوراس کے حبیب محمد عربی ﷺ کے مقدس نام پر حاصل کئے گئے اس ملک میں اسلامی نظام جاری کر دیا جاتا تو آج قادیانیت بے نام ونشان ہوتی۔ فخر کائنات رسول عربی ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدے پر پوری ملت اسلامیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ ختم نبوت پر کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ مسلمان حکمرانوں نے ہر دور میں سنت صدیق اکبرؓ پر عمل کیا اور تاج وتخت ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا خاتمہ کیا۔ پاکستان کے تمام مکاتب فکر اور مختلف سیاسی نظریات کے مسلمان ختم نبوت کے مسئلہ پر ایک ہیں۔ جس کا واضح ثبوت قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس ہے۔ مفتی صاحب نے کہا قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل کرانے کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں۔ آج کا یہ اجتماع بھی اس ہی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قادیانی کفر کے خلاف ہمارے اکابر کی جدوجہد کا کوئی بھی پہلو پوشیدہ نہیں۔ وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں جدوجہد کرنا اور قادیانیت کے کفر اور ان کے ارتدادی اور اسلام دشمن، وطن دشمن، خطرناک

عزائم کا تدارک کرتے ہوئے ڈٹ جاتا۔ ہمارے مشائخ اور علماء کا ورثہ ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو وراثت میں نصیب ہوا ہے۔

مجلس کے قائدین کی خدمات 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت 1974ء میں قومی اسمبلی کا قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کرنا 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس اور پھر ملک کی ابتدائی عدالتوں سے اعلیٰ عدالتوں تک کے قادیانیوں کے خلاف تاریخی فیصلے اندرون و بیرون ملک مجلس کی مثبت اور منظم طریقہ سے جدوجہد کا اعتراف تمام مکاتب فکر اور مختلف سیاسی نظریات کے قائدین اور عوام اپنے عملی کردار سے دیتے ہوئے عالمی مجلس کے مشترکہ پلیٹ فارم سے مجلس کی آواز میں آواز ملا کر قادیانیت کو للکارتے ہوئے کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کا بھرپور طریقہ سے اظہار کرتے ہیں۔

صدر اجلاس جناب مولانا سراج الاسلام صاحب نے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب نے اپنے اکابر کی وراثت تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا اس سے ہمارے ایمان کو تازگی ملی ہے اور ہمارے دلوں میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ اکابر کی اس وراثت کی حفاظت کے سلسلہ میں ہر قسم کی جدوجہد میں سب سے آگے ہوں گے۔ انشاء اللہ!

بعد میں ٹاؤن ون کے ناظمین اور نائب ناظمین مجلس کو تقرری کی اسناد دی گئیں۔ اجلاس کے آخر میں

۱...... ملعون رشدی کو ملکہ برطانیہ کی جانب سر کا خطاب دینے پر سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی۔

۲...... متاثرین سیلاب کے لئے دعا کی گئی اور عوام الناس سے ان کی امداد اور تعاون کی اپیل کی گئی۔

۳...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے ممتاز عالم دین اور جمعیت علماء اسلام پشاور کے مشہور رہنماء جناب قاری سمیع اللہ جان فاروقی کے والد بزرگوار کی وفات پر مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعاء کی گئی اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

مجلس پشاور کی طرف سے شرکاء اجلاس کی مشروبات اور پرتکلف چائے سے تواضع کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں خدمات جناب عنایت گل صاحب، حاجی نظام اللہ صاحب، حاجی حافظ اقبال شاہ صاحب، عمار احمد اور اعجاز احمد جان کے سپرد تھیں اور انہوں نے اس خدمت کو احسن طریقہ سے ادا کیا۔ مجلس کا مطبوعہ لٹریچر سب شرکاء کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد اجلاس دعاء کے بعد ختم ہوا۔

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت چنیوٹ چناب نگر کے علماء کرام کا اجلاس

جامع مسجد بلال احمد نگر میں ایک اجلاس خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفےٰ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شرکاء اجلاس میں مولانا محمد عبدالوارث، مولانا مسعود احمد سروری، مولانا اللہ یار ارشد، مولانا قاری محمد ایوب، مولانا محمد مغیرہ، مولانا خان عابد حسین، مولانا قاری محمد یار دیگر علماء کرام ومعززین علاقہ نے شرکت کی اور انتظامیہ سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ نور پور کالونی کالووال روڈ احمد نگر کی مسجد 1952ء میں ایک نورنگا نامی بیل دار نے مسافروں کے لئے روڈ کے ساتھ بنائی تھی۔ اس وقت وہاں کوئی قادیانی آباد نہ تھا بعد میں وہاں قادیانیوں نے زمین خریدی اور

اس مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے 2003ء کو انتظامیہ کو درخواست دی تو اس مسجد کو سیل کر دیا گیا۔ اس مسجد کے سلسلہ میں چار دن ایس۔ ایچ۔ او، ڈی۔ ایس۔ پی چناب نگر انکوائری کرتے رہے۔ اس میں علماء کرام وعلاقہ کے مسلمانوں نے تحریری بیان لکھ کر دیئے کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہے اور اسے مسلمانوں کے حوالہ کیا جائے۔ جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں بھی تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ تحصیل بھر میں جمعہ کے اجتماعات پر پرزور احتجاج کیا جائے کہ نور پور کالونی احمد نگر کی مسجد فوری مسلمانوں کے حوالے کی جائے۔ اجلاس میں حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ملعون رشدی گستاخ رسول سے ''سر'' خطاب واپس لیا جائے اور گستاخ رسول کو قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے اور علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ 22 رجون جمعۃ المبارک اجتماعی نماز جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں ادا کی جائے۔ جمعۃ المبارک کے اجتماع پر علماء کرام نے خطاب کیا اور رشدی ملعون اور حکومت برطانیہ کی شدید مذمت کی۔ نماز جمعہ کے بعد ایک بہت بڑی ریلی تحصیل چوک چنیوٹ تک نکالی گئی اور علماء کرام نے یہ فیصلہ کیا کہ 29 رجون کا جمعۃ المبارک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں یوم احتجاج کے طور پر ادا کیا جائے گا۔ جن میں چنیوٹ وچناب نگر کے علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ 15 رجون جمعۃ المبارک جامع مسجد حنفیہ روڈہ ضلع خوشاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کیا اور قادیانیوں کی کفریہ سرگرمیوں کی مذمت کی اور مسلمانوں سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان کا بائیکاٹ کیا جائے اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانی فتنے کا تعاقب جاری رکھے گی۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کا تین روزہ اندرون سندھ کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی 20 رجون بروز بدھ کوئٹہ سے سکھر دفتر ختم نبوت پہنچے۔

21 رجون بروز جمعرات بعد نماز عصر مولانا محمد فیاض مدنی کی معیت میں خیر پور میرس مدرسہ جامعہ حمادیہ پہنچے۔ مدرسہ کے ناظم اعلیٰ اور جماعت کے مخلص ساتھی حضرت مولانا مفتی محمد اصغر آرائیں اور اساتذہ کرام اور طلباء کرام نے حضرت کا استقبال کیا۔ بعد ازاں بعد نماز عشاء جامع مسجد عرفات صدیق اکبرؓ چوک میں خطاب فرمایا۔

22 رجون بروز جمعۃ المبارک صبح 7 بجے مدرسہ جامعہ حیدریہ لقمان خیر پور میں جامعہ حیدریہ کے مدیر حضرت مولانا علی شیر حیدری صاحب سے ملاقات کی۔ دارالہدیٰ ٹھیڑھی پہنچے وہاں پہلے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹھیڑھی کے امیر اور جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا حذب اللہ صاحب اساتذہ کرام اور طلباء کرام استقبال کے لئے جامع مسجد میں جمع تھے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل نے خطبہ دیا اور فاروقیہ مسجد میں مولانا محمد فیاض مدنی نے خطبہ جمعہ دیا۔

23 رجون بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے مدرسہ جامعہ محمد یہ عربیہ لطیف آباد نمبر۲ گولیمار میں اساتذہ کرام اور طلباء کرام سے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد جامعہ کے مدیر قاری محمد اسماعیل کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں نواب شاہ شہر میں جماعتی کام کو تیز سے تیز تر کرنے پر غور وخوض کیا گیا۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد کبیر میں بیان ہوا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد فاروقیہ اور بعد نماز عشاء جامعہ مسجد سوسائٹی میں خطاب فرمایا۔ اس موقع پر حیدرآباد کے مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثانی صاحب، حضرت مولانا محمد فیاض مدنی، حضرت مولانا محمد اسجد مدنی اور حضرت مولانا سراج احمد صاحب بھی موجود تھے۔

حیدرآباد مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثانی صاحب کو بھیجا۔ حضرت عثانی صاحب نے بعد نماز ظہر کبیر مسجد میں خطاب کیا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد نور نزد قبرستان والی میں خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء مدینہ مسجد منو آباد میں خطاب کیا۔ اس موقع پر جماعت کے امیر حضرت مولانا قاری ارشد مدنی، مولانا اسجد مدنی جنرل سیکرٹری، مولانا مفتی غلام فرید صاحب خلیفہ حضرت شاہ حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا انیس صاحب اور حضرت مولانا محمد فیاض مدنی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت موجود تھے۔

بھکر کے غیور مسلمانوں کی قادیانیت کے مقابلہ میں فتح

گذشتہ دنوں بھکر میں شدید اضطراب کی کیفیت اس وقت پیدا ہوئی جب ایک قادیانی جج ارشاداللہ سیال کے سیشن جج بنا کر بھیجنے کا حکم ملا۔ الحمدللہ! بھکر کے وکلاء فتنہ قادیانیت سے بھرپور آگاہ ہیں اور اس پلیٹ فارم کو حضرت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی کی دعاؤں اور اجازت سے فدائے ختم نبوت جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب جمعیت علماء اسلام مرکزی راہنماء مولانا محمد عبداللہ صاحب اور جناب حافظ ممتاز علی مرحوم، جناب حافظ سرفراز مرحوم کے مشورہ سے خوب مضبوط کیا اور قادیانیت جو عزائم لے کر بھکر میں آئی تھی ناکام ہوئی۔ الحمدللہ! جناب ڈاکٹر صاحب نے عوام سے لے کر اعلیٰ افسر تک فتنہ قادیانیت کے اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کردیا۔ جیسے ہی ارشاداللہ سیال کے بارے میں اطلاع ملی کہ سیشن جج بن کر آ رہا ہے۔ بھکر بار کے پچاس وکلاء نے فوری طور پر قائم مقام چیف جسٹس کو درخواست فیکس کی کہ ہم قادیانی کو کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ ادھر اس قادیانی جج کو معلوم ہوا تو اس نے بھی تمام حربے استعمال کئے۔ لیکن فتح حق کی ہوئی اور قادیانی جج، غیور ایمان پرور وکلاء کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ بھکر کے وکلاء اور عوام اس قادیانی جج اور اس کی بیوی نصرت سیال کے کارناموں سے آگاہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ وقتاً فوقتاً تین بار سول، سینئر سول اور ایڈیشنل جج بن آیا اور اس کی بیوی نصرت سیال بھکر کالج کی پرنسپل بنی اور اپنے سیاہ اعمال کی بناء پر بھکر چھوڑنے پر گرلز کالج کا پانچ لاکھ کا نقصان کیا اور وہ سامان اس کے گھر سے برآمد ہوا۔ ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب وکیل ختم نبوت جناب محمد عثمان خان کے ہمراہ ان کے چیمبر میں ملاقات ہوئی تو اس نے جواب میں کہا کہ میں آپ کے پاس دفتر ختم نبوت آؤں گا۔ ایک دن مذکورہ قادیانی جج بھکر دفتر ختم نبوت کے سامنے اپنی گاڑی میں بیٹھے تھے تو جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب ان کو دفتر لائے بات ہوئی تو کہنے لگے میں تو مرزا کو نبی نہیں مانتا ورنہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب

نے مرزا کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ دیکھایا۔ جس میں مرزا کا دعویٰ نبوت تھا تو کہنے لگا مرزا جھوٹا تھا۔ لیکن میری مجبوری ہے اور قادیانیت نام ہی جھوٹ کا ہے اوراس کی مجبوری اس کی بیوی نصرت سیال تھی۔ جس کی وجہ سے یہ قادیانی بنا تھا۔ اسی دوران یہ قادیانی جج اپنی گاڑی پر کلمہ طیبہ اور ماشاء اللہ کا اسٹیکر لگائے ہوئے تھا۔ تو بھرے چوک میں ختم نبوت کے مجاہدین نے ان کو محفوظ کرلیا۔ بالآخر جیسے چند دن اس شخص کے سیشن جج بن کر آنے پر پریشانی ہوئی تھی۔ اسی طرح بھکر کے غیور وکلاء نے اقدام کیا اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنماء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے سرپرستی فرمائی وہاں متحدہ مجلس عمل کے راہنماؤں کا کردار بھی قابل تعریف رہا۔ شہر کے جید علماء کرام کے ساتھ انجمن تاجران نے بھی اپنا بھرپور ساتھ دیا۔ اس واقعہ کی بھی اطلاع حضرت امیر مرکزیہ کو دی اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کو حضرت امیر مرکزیہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ نہیں آئے گا محنت کیجئے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کی بات پوری ہوئی، نہیں آیا اور محنت بھی خوب ہوئی ایک بار پھر قادیانیت کے مقابلہ میں بھکر کے غیور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

بدین سندھ میں مجلس کی کارکردگی

ضلع بدین میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکا جائے ان کی سرگرمیوں میں دن بہ دن اضافہ ہورہا ہے۔ 30 ر اپریل کو قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ جو بدین شہر میں واقع ہے۔ اس میں سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنانے کی ناپاک کوشش کی۔ جس کی اطلاع مجاہدین ختم نبوت کو ملی تو بروقت ہی مرزا ئے کا محاصرہ کر کے اس کو ناکام بنادیا۔ جس میں اہم کردار حضرت مولانا عبدالستار صاحب اور حضرت مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے ادا کیا۔ قادیانیوں کو شکست ماننا پڑی۔

مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانی مردہ کا نکلنا

3 ر جون کو قادیانیوں نے ٹنڈو باگو کے قریب کھڈار میں مسلمانوں کے قبرستان میں مردہ دفن کردیا تھا۔ 7 ر جون کو عالمی مجلس ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی کو اطلاع ملی تو انتظامیہ کے تعاون سے اس کو نکلوادیا۔ جس میں اہم کردار حضرت مولانا عبدالستار چاوڑا صاحب نے ادا کیا۔

پشاور میں تبلیغی اجتماع

جامع مسجد دارالسلام آچینی میں ۸ ر جولائی کو جامع مسجد باروخان ارمڑ میں ۱۵ ر جولائی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاقائی تبلیغی اجتماعات ہوئے۔ جس میں مقامی علماء کرام اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مجلس سرحد کی نمائندگی مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نورالحق نور ناظم مجلس، جناب بخت زادہ صاحب حافظ محمد عابد صاحب، حاجی نظام اللہ صاحب اور عنایت گل صاحب نے کی۔ اس اجتماع سے جناب مولانا لطیف اللہ صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی اور دیگر حضرات نے ایمان پرور خطاب فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کو مصدقہ اطلاع کے ذریعہ معلوم ہوا کہ سول کوارٹرز میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کچھ افراد جن کا سرغنہ بدنام زمانہ مرتد خداداد نامی فرد ہے۔ جو مختلف قسم کے لالچی ہتھکنڈوں کے ذریعہ مسلمان نوجوانوں کو سید المرسلین خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کے دامن اقدس سے علیحدہ کر کے کذاب قادیانی مرزا غلام احمد زندیق کے جال میں پھنسانے کی کوشش میں سرگرم ہے۔ اس اطلاع پر مجلس کے ناظم مولانا نورالحق نور صاحب نے علاقہ کے علماء کرام سے رابطہ کرنے کے بعد حضرت مولانا سید احمد صاحب کی ہدایت پر سول کوارٹرز کی مرکزی جامع مسجد میں مختصر خطاب کے ذریعہ صورت حال بیان کی۔ جس پر مسجد میں موجودہ نماز گزاروں نے بھی اس اطلاع کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی غیر مسلم جمعہ کے روز اپنے مرزواڑے میں جمع ہوتے ہیں اور سول کوارٹرز کے اس مرزواڑے میں امتناع قادیانی آرڈیننس کی عام خلاف ورزی کرتے ہیں اور قادیانیت کے کفر کا خوب پرچار کرتے ہیں۔ اس میں مختلف اطراف سے بھی چھوٹے بڑے قادیانی غیر مسلم شریک ہوتے ہیں۔ قادیانیوں کی عام قانون شکنی کی وجہ سے حالات خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مسلمان نوجوانوں کو یہ قادیانی اپنے ہمراہ دجل وفریب دھوکے سے اپنے مرزواڑے میں لے کر گئے ہیں۔ اس صورت حال کے بعد اہل علاقہ کی مشاورت سے فیصلہ ہوا کہ کل مغرب کو علاقہ کے خطباء علماء کرام اور عام مسلمانوں کا ایک بھرپور اجلاس جامع مسجد رحمانیہ میں کیا جائے۔ ان سب کے مشورہ سے متفقہ فیصلہ کر کے کفر کے اس پرچار کو روکنے کے اقدامات کئے جائیں۔

الحمدللہ! حضرت مولانا محمد سید احمد صاحب نے اطلاعات کی یہ ذمہ داری قبول فرماتے ہوئے جامع مسجد رحمانیہ میں کامیاب اجتماع منعقد کر دیا جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالی کی سرپرستی اور صدارت میں ہوا۔ جناب حضرت مولانا محمد سید احمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع نے مختصر اور جامع انداز میں اس اجلاس کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ آپ کے تعارفی کلمات کے بعد مولانا نورالحق نور صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے قادیانیت کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی نے اپنی تحریروں میں جو آج قادیانیوں کے مطبوعہ لٹریچر شیطانی خزائن کی صورت میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توہین، محمد عربی ﷺ کی شان میں گستاخیاں، انبیاء علیہم السلام کی توہین اور سیدنا عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق خرافات، صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوت کے متعلق کفر بکا ہے۔ اس موقع پر مولانا نے کئی حوالے پیش کرتے ہوئے قادیانی کفر کو واضح کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں مجلس کے مبلغ قادیانیت کے تعاقب میں ہیں۔ مفتی صاحب نے علاقہ کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قانون کے دائرے میں رہ کر مثبت انداز میں قادیانیوں کا مقابلہ کریں اور دلائل کے ہتھیاروں سے ان کے کفر کا آشکارا کریں۔ اس سلسلہ میں مقامی علماء کرام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تعاون کرتے ہوئے دلائل کے لئے لٹریچر فراہم کرے گی۔ اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد پاس کی گئی کہ:

ا...... مسلمان سول کوارٹر کا یہ اجتماع مقامی انتظامیہ سے پرزور الفاظ میں مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی غیر مسلم اپنے مرزواڑے میں کھلم کھلا امتناع قادیانی آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔ جس کا روکنا اور

تدارک کرنا محافظین قانون کے فرائض میں داخل ہے۔ اگر انتظامیہ اسی طرح غفلت میں مبتلاء رہی تو پھر ہم اہل علاقہ اپنی نوجوان اور سادہ مسلمان نسل کو قادیانیت کے ارتداد سے بچانے کی خاطر جدوجہد کریں گے۔ اس سے پیدا ہونے والی تمام صورت حال کی ذمہ داری مقامی انتظامیہ اور قادیانیت کا ارتداد پھیلانے والے اور قادیانیت کے پرچار کرنے والوں پر ہوگی۔ یہ قرارداد جناب سید احمد صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ نے پیش کی۔ جس کی تائید اجتماع میں موجود تمام شرکاء نے متفقہ طور پر کی۔ اجتماع حضرت شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالی کی دعاء کے بعد نماز عشاء کے لئے برخواست ہوا۔

سانحہ اسلام آباد کی مذمت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر اور جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ کے خطیب شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، مولانا قاری محمد زاہد اقبال، مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی، مولانا کفایت اللہ حنفی اور حاجی محمد ایوب نے مشترکہ بیان میں سانحہ جامعہ حفصہؓ اور لال مسجد پر گہرے رنج وغم اور شدید غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نے مساجد ومدارس پر کنٹرول حاصل کرنے کا آغاز کردیا۔ دینی جماعتیں، علماء کرام، سیاسی رہنما اور مدارس کے سربراہان سرجوڑ کر بیٹھیں اور مساجد ومدارس میں حکومتی مداخلت کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی اپنائیں۔ مشترکہ بیان میں لال مسجد میں شہید کئے جانے والے طلباء وطالبات اور اساتذہ کرام کے لواحقین اور پسماندگان سے اظہار تعزیت بھی کیا گیا۔

الحاج محمد زمان خاں اچکزئی کی رحلت

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر حاجی محمد زمان خان اچکزئی کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں حاجی محمد زمان خان اچکزئی مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات کو سراہا گیا۔ مرحوم ایک دین دوست اور ملک وملت کے سچے راہنما تھے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ مرحوم کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے بے لوث خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ بلوچستان کے امیر حضرت مولانا عبدالواحد مولانا قاری انوار الحق حقانی، مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا محمد یوسف نقشبندی، مولانا عبدالباسط عباسی، مولانا یاسین عباسی، قاری محمد حنیف، مفتی محمد احمد، مفتی محمد شفیع، حاجی شاہ محمد آغا، حاجی فیاض حسن سجاد، حاجی تاج محمد، حاجی خلیل الرحمٰن، حاجی نعمت اللہ خان، چوہدری محمد طفیل، حاجی اشرف مینگل، حاجی محمد الیاس، حاجی محمد اسلم، حاجی زاہد رفیق، حاجی سید گل محمد آغا، حاجی عارف بھٹی، محمد نواز، حاجی افتخار بابر، حاجی سجاد حیدر، غلام یاسین آصف، حافظ خادم حسین گجر نے حاجی محمد زمان چکزئی مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی کہ اللہ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کیلئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے …… ادارہ!

خطبات حکیم العصر (جلد پنجم): افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم: زیر اہتمام: مفتی محمد ظفر اقبال صاحب ناظم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا: صفحات: ۳۴۰: قیمت: ۲۰۰: ملنے کا پتہ: مکتبہ شیخ لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں!

زیر تبصرہ کتاب حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کے اصلاحی خطبات کی پانچویں جلد ہے۔ جس میں حضرت الشیخ نے درج ذیل عنوانات پر خطاب فرمایا ہے۔ ایمان کی قدر و قیمت، اصول تکفیر، تزکیہ، نسب کی وجہ سے نجات نہیں ملے گی، میزان، کتاب ہدایت، نبوت کے بعد کے حالات، اسلام غریبوں کے حقوق کا محافظ، اسلام کا نظام معیشت۔

حضرت الشیخ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ ملک عزیز کے نامور عالم دین اور شیخ الحدیث ہیں۔ تدریس حدیث وتفسیر اور جملہ فنون کے افہام وتفہیم میں درک حاصل ہے۔ گفتگو میں دریا کو کوزہ میں بند کرنا جانتے ہیں۔ صرف مدرس ہی نہیں بلکہ نوجوانی ہی سے تدریس کے ساتھ ساتھ خطابت بھی کرتے چلے آئے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب آپ کے اصلاحی خطبات کی شاہکار ہے۔ عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ مندرجہ بالا عنوانات پر اس سے بہتر مواد اکٹھا کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ استاذ جی اپنے کلام کو قرآن وحدیث سے دلائل وبراہین کے ساتھ واقعات کو مزین فرما کر سامعین کے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ کمپوزنگ، کتابت، عمدہ طباعت، چار رنگا خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ مزین ہے۔

تحفظ ختم نبوت، اہمیت اور فضیلت: مصنف: محمد متین خالد: صفحات: ۳۵۲: قیمت: ۲۰۰ روپے: ناشر: مرکز سراجیہ غالب مارکیٹ گلبرگ لاہور: ملنے کا پتہ: مکتبہ ختم نبوت ۳۸ رغزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

تحفظ ختم نبوت کا کام دنیا وآخرت کی رفعتیں، عزتیں، کامیابیاں اور کامرانیاں سمیٹنے کا واحد راستہ ہے۔ اس لئے اسے اہم ترین عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ موجودہ حالات میں امت مسلمہ، منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی براہ راست یلغار کا شکار ہے۔ مسلمانوں کو ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے کہ ان کی توانائیاں فتنہ قادیانیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کس حد تک کام آرہی ہیں۔ یوں بھی ملک وملت کے خلاف ان کی سازشوں کا مقابلہ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی کتاب تیار ہو جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت اور فضیلت بیان ہو۔ تا کہ کارکنان ختم نبوت ایک نئے ولولے اور تازہ جذبے کے ساتھ اس محاذ پر کام کریں۔ نوجوانوں کے لئے باعث افتخار، برادرم محمد متین خالد قابل صد ستائش وتحسین ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر نہایت ایمان پرور اور محققانہ انداز میں کتاب تیار کر کے کارکنان ختم نبوت پر احسان فرمایا۔ ہر مسلمان کے لئے یہ ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ اسے پڑھئے سمجھئے اور اس کی روشنی کو پھیلایئے۔ شفاعت محمدی ﷺ آپ کی منتظر ہے۔

مخدوم الصلحاء حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے لئے دعائے صحت!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، مخدوم الصلحاء، خانوادہ رائے پوریؒ کے اس وقت وارث اعلیٰ، خانقاہ سید احمد شہیدؒ کے بانی و مسند نشین حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کو گذشتہ دنوں بخار ہوگیا۔ نقاہت بڑھ گئی۔ رب کریم کی بے نیازی کہ اس دوران میں کان کے درد کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ جس نے مزید پیچیدگی پیدا کر دی۔ کئی روز گھر اور پھر خانقاہ عالیہ سید احمد شہیدؒ میں آپ کا ماہر معالج علاج کرتے رہے۔ بالآخر آپ کے مزید علاج کے لئے ہسپتال جانا تجویز ہوا۔

ڈاکٹر صاحبان نے آپ کی ملاقات پر پابندی لگادی۔ جس شخص نے علالت، ہسپتال، ملاقات پر پابندی کی خبر سنی۔ دل گرفتہ ہوکر اللہ رب العزت کے حضور دعاؤں کے لئے سجدہ ریز ہوگیا۔

رحمت حق نے کرم کا معاملہ فرمایا۔ اب ڈاکٹر صاحبان علاج اور صحت کی بحالی پر مطمئن ہیں۔ چند دنوں تک بخیر وعافیت گھر تشریف لانے کا ڈاکٹر صاحبان نے مژدہ جانفزا سنایا ہے۔

آپ کے متعلقین، مریدین، متوسلین، جماعتی رفقاء، مساجد کے آئمہ، مدارس کے مہتمم واساتذہ غرض تمام یاران طریقت سے درخواست ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی مکمل صحت کی بحالی کے لئے خداوند کریم کے حضور دعا گو رہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ہم تمام مسکینوں پر رحم فرمائیں اور حضرت دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت تادیر صحت وسلامتی کے ساتھ امت کے سروں پر قائم رکھیں۔ آمین • برحمتك یا ارحم الراحمین! بحرمة خاتم النبیین • محمد وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین!

درخواست گذار

خاکپائے حسینی!

عزیز الرحمٰن جالندھری...... ملتان

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے رہنماء حاجی محمد اشرف ڈیروی کے جواں سال صاحبزادہ مولانا امتیاز الرحمٰن گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے اچانک انتقال فرماگئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور حضرت حاجی صاحب اوران کے خاندان کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں۔ عالمی مجلس حضرت حاجی صاحب کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

(ادارہ)

آہ! قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مضطرؔ سحرائی

ملت کا دھڑکتا ہوا دل ڈوب گیا ہے / اے نغمہ سرایانِ وطن! تم نے سنا ہے؟

ڈھونڈو تو کسی پھول کے ہونٹوں پہ تبسم / دیکھو تو فلک پر کسی تارے میں ضیا ہے؟

سرگرم سفر قافلۂ قوم تھا جس سے / ماضی کے دھندلکوں میں وہ گم بانگِ درا ہے

اک عمر اٹھاتا رہا سینوں میں تلاطم / وہ سازِ دلآویز کہ خاموش ہوا ہے

دیکھی نہ کبھی ہم نے شکن اس کی جبیں پر / ہر چند بقیدِ غمِ ایام رہا ہے

زنداں کے اندھیروں میں قدم اسکے ملیں گے / گلشن کے اجالوں میں بھی در داس کا رچا ہے

ہر خرقۂ سالوس کو بے ریب و گماں چاک / اس ختمِ نبوت کے محافظ نے کیا ہے

اب کون سنبھالے گا وہ اندازِ خطابت / ہر جابر و ظالم کو جو پیغامِ قضا ہے

اپنے ہی اجالوں میں بڑھے جاتے ہیں رہرو / اس طرح وہ دلِ قوم کا گرما کے گیا ہے

ممکن ہی نہیں وقت کا ہاتھ اسکو مٹا دے / ملت کو جو داغ اس کی جدائی کا ملا ہے

اللہ کی رحمت سحر و شام ہو اس پر
جس نے ہمیں احساس دلایا کہ "خدا ہے"

لا نبی بعدی

جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس رد قادیانیت و عیسائیت

زیر سرپرستی
حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

نامور علماء ◉ مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

بتاریخ ۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ
18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب رد قادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون: 047-6212611